سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات2020

جمعرت،16-جولائی2020

(یوم الخمیس،24-ذیقعد1441ھ)

سترہویں اسمبلی: تئیسواں اجلاس

جلد 23 : شمارہ 2

95

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ16-جولائی2020

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

عام بحث

پرائس کنٹرول پر بحث

ایک وزیر پرائس کنٹرول پر عام بحث کی تحریک پیش کریں گے۔

97

صوبائی اسمبلی پنجاب

سترہویں اسمبلی کا تیئیسواں اجلاس

جمعرات،16-جولائی2020

(یوم الخمیس،24-ذیقعد1441ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں سہ پہر3 بج کر18 منٹ پر زیر صدارت جناب چیئرمین میاں شفیع محمد منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد خالد عثمان علوی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

وَالضُّحٰى ۙ﴿۱﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۙ﴿۲﴾ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ؕ﴿۳﴾
وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ؕ﴿۴﴾ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ؕ﴿۵﴾
اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۪﴿۶﴾ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۪﴿۷﴾
وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ؕ﴿۸﴾ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ؕ﴿۹﴾ وَاَمَّا
السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ؕ﴿۱۰﴾ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ﴿۱۱﴾

سورۃ الضحیٰ آیات 1 تا 11

آفتاب کی روشنی کی قسم (1) اور رات (کی تاریکی) کی جب چھا جائے (2) کہ (اے محمد ﷺ) تمہارے پروردگار نے نہ تو تم کو چھوڑا اور نہ (تم سے) ناراض ہوا (3) اور آخرت تمہارے لئے پہلی (حالت یعنی دنیا) سے کہیں بہتر ہے (4) اور تمہیں پروردگار عنقریب وہ کچھ عطا فرمائے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے (5) بھلا اس نے تمہیں یتیم پا کر جگہ نہیں دی (بے شک دی) (6) اور رستے سے ناواقف دیکھا تو رستہ دکھایا (7) اور تنگ دست پایا تو غنی کر دیا (8) تو تم بھی یتیم پر ستم نہ کرنا (9) اور مانگنے والے کو جھڑکی نہ دینا (10) اور اپنے پروردگار کی نعمتوں کا بیان کرتے رہنا (11)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب افضل نوشاہی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
انہی کے ذکر سے روشن رتیں پھر لوٹ آتی ہیں
نصیبوں کو جگاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں ان کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشاہی
خدا سے جا ملاتا ہے محمد ﷺ نام ایسا ہے

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال نمبر3157 جناب صہیب احمد ملک کا ہے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میرے سوال کو pending کر دیا جائے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر3158 بھی جناب صہیب احمد ملک کا ہے ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میرے سوال کو pending کر دیا جائے لہٰذا اس سوال کو بھی pending کیا جاتا ہے۔ وہ آج SOPs کے تحت اسمبلی نہیں آرہے تو لہٰذا ان کے سوالوں کو pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال نمبر3186 جناب ظہیر اقبال کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد ارشد ملک کا ہے۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! ان کی درخواست ہے کہ ان کے سوال کو pending کر دیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، سوال نمبر1999 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر2000 بھی جناب محمد ارشد ملک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو بھی pending کرتے ہیں۔ اگلا سوال جناب محمد طاہر پرویز کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! سوال نمبر2442 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں بوائز و گرلز کالجز

کی تعداد اور بسوں کی سہولیات سے متعلقہ تفصیلات

*2442: **جناب محمد طاہر پرویز:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) فیصل آباد میں کتنے بوائز و گرلز کالجز کہاں کہاں واقع ہیں؟
(ب) ان کالجوں کے پاس طالب علموں کو pick and drop کے لئے کتنی بسیں اور وین کالج وار ہیں؟
(ج) ان میں سے کتنی بسیں اور وین ناکارہ کھڑی ہوتی ہیں اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟
(د) ان بسوں / وین کے لئے مالی سال 2018-19 میں کتنے فنڈز تیل اور مرمت کے لئے جاری کئے گئے تھے، تفصیل کالج وار بتائیں؟
(ہ) ان بسوں کو چلانے کے لئے کتنے ڈرائیور اور کنڈیکٹر تعینات ہیں مزید کتنے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کی ضرورت ہے اور یہ کب تک بھرتی کئے جائیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):
(الف) ضلع فیصل آباد میں کام کرنے والے بوائز و گرلز سرکاری کالجز کی تعداد درج ذیل ہے'

ضلع فیصل آباد:

ٹوٹل	:	44
مردانہ	=	15
زنانہ	=	25
کامرس	=	4

تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع فیصل آباد میں کام کرنے والے سرکاری کالجز میں بسوں اور وین کی تعداد درج ذیل ہے:

ضلع فیصل آباد:

ٹوٹل بسیں	=	19
ٹوٹل وین	=	2

ضلع فیصل آباد میں بس کی سہولت رکھنے والے سرکاری کالجز کی تعداد درج ذیل ہے:

مردانہ کالجز	=	2
زنانہ کالجز	=	11

تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دو بسیں ناکارہ حالت میں کھڑی ہیں اور 17 بسیں اور دو کوسٹرز چالو حالت میں ہیں۔ ناکارہ بسوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. گورنمنٹ کالج برائے خواتین کارخانہ بازار فیصل آباد بس ماڈل 1986
2. گورنمنٹ اسلامیہ کالج برائے خواتین فیصل آباد بس ماڈل 1985

(د) ان بسوں کے لئے مالی سال 19-2018 میں تیل کے لئے -/446100 روپے اور مرمت کے لئے -/131998 روپے دیئے گئے۔ کالج وار تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) بسوں کو چلانے کے لئے پانچ ڈرائیور اور 13 کنڈیکٹر ہیں جبکہ باقی بسوں کو چلانے کے لئے ڈرائیور اور کنڈیکٹر کالج فنڈ میں سے رکھے گئے ہیں۔ کالجز میں مزید 14 ڈرائیور اور 6 کنڈیکٹر کی ضرورت ہے۔ ڈرائیور اور کنڈیکٹر گورنمنٹ آف پنجاب کی پالیسی کے مطابق بھرتی کئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز (ج) میں پوچھا تھا کہ ان میں کتنی بسیں اور وین ناکارہ کھڑی ہوئی ہیں اور کتنی چالو حالت میں ہیں؟

جناب سپیکر! جس کی تفصیل میں مجھے بتایا گیا ہے کہ دو بسیں ناکارہ حالت میں کھڑی ہیں، 17 بسیں اور 2 کوسٹر چالو حالت میں ہیں اور مجھے ناکارہ بسوں کی تفصیل بھی provide کی گئی ہے۔ میں نے وہ پڑھی بھی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو دو ناکارہ بسیں ہیں ان کے علاوہ بھی کوئی ناکارہ بسیں ہیں؟ کیونکہ یہ سوال پہلے بھی اس ہاؤس کے اندر آ چکا ہے اور میں اس کی کاپی بھی پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے اس کے مطابق تو نہیں ہے مزید مجھے غائب کا علم نہیں ہے جو میں چیک کر سکوں لیکن اگر معزز ممبر کہتے ہیں تو تحقیقات کرا لیتا ہوں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! جناب محمد بشارت راجہ بیٹھے ہیں۔ معزز سپیکر نے بھی اس پر تین سے چار دفعہ رولنگ دی ہیں، معزز سپیکر جناب پرویز الٰہی کی چار رولنگ موجود ہیں کہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کا سیکرٹری لازمی آئے گا otherwise یہ سوال و جواب نہیں ہوں گے۔ آج پھر سیکرٹری ہائر ایجوکیشن نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! وہ آرہے ہیں he is on the way اور میں دو دفعہ فون پر پوچھ چکا ہوں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! ان کا آنا پہلے ضروری ہے یا معزز ممبران یا منسٹر صاحب کا آنا ضروری ہے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب! آپ کے سیکرٹری صاحب پہنچ گئے ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! سیکرٹری صاحب آگئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، سیکرٹری صاحب پہنچ گئے ہیں۔ he is so quick. جی، جناب محمد طاہر پرویز!

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے اور آپ منسٹر صاحب کی seriousness دیکھیں، پتا نہیں کہ یہ پاکستان تحریک انصاف کا وتیرا ہے کہ انہوں نے ہر سوال کو طنز کے زمرے میں لینا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے متعلقہ ضمنی سوال کیا تھا کہ منسٹر صاحب وہاں سے کنفرم کر لیں کیونکہ میرے پاس میرے حلقے کے میرے کالج کے اندر ایک بس کئی سالوں سے کھڑی ہے، ڈرائیور نہ ہونے کی وجہ سے وہ بس نہیں چل رہی تو میں نے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنے کی جسارت کی ہے اگر یہ mind نہ کریں تو اور یہ ہاؤس کے اندر کھڑے ہو کر اس طرح کا جواب دیتے ہیں کہ پھر آگے سے بندہ ان کو کیا سوال کرے؟ دیکھیں ہم یہاں پر تمام ممبران عوام کی فلاح و بہبود کے لئے آتے ہیں اور عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے آتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں):جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ جو ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے اس میں تو اس بس کا ذکر نہیں ہے۔ اگر یہ حکم کرتے ہیں تو تحقیقات کرا لیتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں نے پہلے بھی یہی بات کی ہے۔Obviouslyاب میں یہاں پر کھڑے ہو کر کیا بتاؤں کہ بس کوئی ہے یا نہیں ہے۔you are being provocating on it نال۔

جناب چیئرمین: جی،منسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ناکارہ بسوں کا تو ذکر ہے لیکنbus without driver کاذکر نہیں ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر!میں نے یہ پوچھا تھا کہ کتنی بسیں زیر استعمال ہیں، کتنی چل رہی ہیں اور کتنی چالوں حالت میں ہیں؟اس میں انہوں نے جواب میں یہ کہا ہے کہ دو بسیں ناکارہ کھڑی ہیں اور باقی تمام کی تمام بسیں چالو حالت میں ہیں۔ میں نے متعلقہ سوال کیا ہے شاید منسٹر صاحب میرے سوال کو سمجھ نہیں پا رہے؟

جناب سپیکر!بڑے ادب سے پھر گزارش کر رہا ہوں کہ جو بسیں ڈرائیوروں کی وجہ سے کھڑی ہیں تو کیا منسٹر صاحب ان ڈرائیوروں کی بھرتی کے لئے، جس طرح انہوں نے پچھلے سال وعدہ کیا تھا وہ وعدہ وفا کرنے کی کوشش کریں گے؟

جناب چیئرمین: اس جواب میں تو آیا ہے کہ دو بسیں ناکارہ حالت میں ہیں۔ اگرbus without driver کاissue ہے تو منسٹر صاحب آپ کوassurance دے دیں گے اور مسئلہ حل کرا دیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں):جناب سپیکر! جیسے ہیgovernment recruitment کی اجازت دے گی تو اگر کسی ڈرائیور کی کمی ہے تو وہ پوری کر دی جائے گی کیونکہ یہ سوال نہیں پوچھا گیا تھا توobviously اس بات کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین: جی، آپ کا مسئلہ حل ہو جائے گا۔جناب محمد طاہر پرویز! اگلا سوال بھی آپ کا ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر!میرا آخری ضمنی سوال ہے۔اس میں گورنمنٹ کالج۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، پلیز!اب ہم اگلے سوال پر آگئے ہیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر!میرے دو ضمنی سوال ہوئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ نے تین ضمنی سوال کر لئے ہیں پلیز! آپ اگلے سوال پر آجائیں۔SOPs بنے ہوئے ہیں آپ اس پر آجائیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر!اگر آپ حکم دیتے ہیں تو آگے چلے جاتے ہیں لیکن میرے دو ضمنی سوال ہوئے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ آپ اپنا سوال نمبر بول دیجئے گا؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر!سوال نمبر2444 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد:ڈائریکٹر کالجز کے دفتر میں ملازمین کی تعداد
سال19-2018کے لئے مختص بجٹ اور گاڑیوں سے متعلقہ تفصیلات

*2444:**جناب محمد طاہر پرویز:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد کے دفتر میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں؟

(ب) ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد کا مالی سال19-2018 کا بجٹ مدوار کتنا ہے؟

(ج) اس کے پاس کتنی گاڑیاں کون کون سے ماڈل کی ہیں اور یہ کن کن کے زیر تصرف ہیں؟

(د) ان گاڑیوں کے اخراجات تیل اور مرمت کے بارے میں بتائیں؟

(ہ) یہ گاڑیاں کب خرید کی گئی تھیں؟

(و) ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد کے دفتر پر اس سال کتنی رقم خرچ کی گئی ہے؟

(ز) کیا حکومت اس دفتر کے فنڈز کے اخراجات کا آڈٹ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد کے دفتر میں ملازمین کی کل تعداد 28 ہے۔ تفصیل Annex-A ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) 2018-19 میں Pay and allowance/contigency کی مد میں -/19,769,240 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ مدوار لسٹ Annex-B ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دفتر کے پاس دو گاڑیاں ہیں۔ ایک گاڑی ڈائریکٹر کالجز کے پاس ہے جبکہ دوسری ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد کے زیر استعمال ہے۔ ڈائریکٹر کے زیر استعمال گاڑی Suzuki Cultus(FDG-21) ہے جس کا ماڈل 2012 ہے جبکہ ڈپٹی ڈائریکٹر کے زیر استعمال گاڑی Pothohar Jeep(LZH-1957) ہے جس کا ماڈل 2004 ہے۔

(د) تیل کی مد میں -/3,25,465 روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ مرمت کے لئے -/55,870 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ہ) Suzuki Cultus(FDG-21) ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے 2012 میں خرید کر دفتر ہذا کو دی ہے جبکہ Pothohar Jeep(LZH-1957) ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن کالجز پنجاب لاہور نے 2006 میں دفتر ہذا کو دی۔

(و) 2018-19 میں ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن (کالجز) فیصل آباد ڈویژن کی مرمت اور الماریوں کی تیاری وغیرہ پر -/3,00000 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔

(ز) گورنمنٹ کے شیڈول کے مطابق پہلے بھی آڈٹ ہوتا آرہا ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ آخری آڈٹ 2015 تک ہو چکا ہے۔ 2019-20 کے آڈٹ شیڈول میں بھی آڈٹ کے لئے DG Audit کو درخواست کی جارہی ہے جس میں ڈائریکٹوریٹ آف ایجوکیشن (کالجز) کا بھی آڈٹ متوقع ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! میں یہ چاہوں گا کہ وزیر ہائر ایجوکیشن ایک دفعہ یہ بتادیں کہ جو ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد کا مالی سال 19-2018 کا بجٹ مدوار تھا وہ بتادیں کتنا ہے؟ جو کاپی ہمیں دی گئی ہے اُس کو ابھی میں پڑھ نہیں سکتا تو منسٹر صاحب clarity سے بتادیں کہ کتنا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بجٹ پڑھ کر بتاؤں۔

جناب چیئرمین: وزیر ہائر ایجوکیشن! اگر آپ کو سوال سمجھ نہیں آیا تو معزز ممبر سوال کو دوبارہ repeat کر دیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! معزز ممبر یہ چاہ رہے ہیں کہ بجٹ کے بارے میں جو جواب دیا گیا ہے میں اُن کو پڑھ کر بتا دوں تو pay and allowance/contingency کی مد میں -/19769240 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ معزز ممبر یہی پوچھ رہے ہیں کہ ڈائریکٹر کالجز فیصل آباد کا بجٹ مدوار کتنا ہے اور اگر اس کی detail پوچھ رہے ہیں تو اگلے صفحے پر لگی ہوئی ہے۔ یہ تفصیل لمبی چوڑی Annex-B میں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، جناب محمد طاہر پرویز! آپ اُن سے پوری detail پڑھوانا چاہ رہے ہیں۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! نہیں میں تو total amount پوچھنا چاہ رہا ہوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! total amount یہی ہے جو میں نے ابھی عرض کی ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! جو 18-2017 کا آڈٹ ہونا تھا اور 19-2018 کا آڈٹ ہونا تھا جو pending چلا آرہا تھا کیا وہ آڈٹ ہو چکا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! سٹاف کی کمی ہے request گئی ہوئی ہے جیسے اس ڈیپارٹمنٹ کی باری آئے گی تو آڈٹ ہو جائے گا 2015 سے onward آڈٹ نہیں ہوا۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہ سوال دوسری بار ہاؤس کے اندر آرہا ہے اور استحقاق کمیٹی میں بھی مختلف محکموں کے جو تحاریک استحقاق ہم take up کر رہے ہیں اور میں بھی پنجاب ٹیکس بورڈ کے خلاف گیا ہوں اسی طرح Lahore Ring Road Authority کے خلاف بھی گیا ہوں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ 2015 سے لے کر اب تک میں اپنی گورنمنٹ میں بھی بات کرتا رہا ہوں میں کوئی نمبر ٹانگنے والے بات نہیں کر رہا میں اپنی گورنمنٹ کے اندر بھی بڑی مؤثر آواز اسی اسمبلی میں اسی floor پر اُٹھاتا رہا ہوں کہ کیا وجہ ہے کہ کون سی ایسی طاقت ہے جو آڈٹ سے روکتی ہے کیوں نہیں رپورٹیں پنجاب اسمبلی کے اندر پیش کی جاتیں، کیا وجہ ہے یہ منسٹر صاحب یہاں پر ہاؤس کو بتائیں کیونکہ یہ بڑی پریشانی والی بات ہے کہ تمام کے تمام محکمے آڈٹ کروانے کے لئے تیار نہیں ہیں کوئی ہمیں یہاں پر تاریخ دیں کہ فلاں تاریخ تک رپورٹس آئیں گی، چلیں ایک ایک سال کر کے ہی آڈٹ پیش کرنا شروع کریں تاکہ ہم اسمبلی کے اندر آئیں ہمیں پتا چلے کہ کون سے محکمے میں کیا کام ہو رہا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن! آپ کو آڈٹ کی کوئی تاریخ دینی چاہئے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اگر ہم نے خود internal آڈٹ کرنا ہوتا تو that's a different thing. یہ ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے تو نہیں کرنا اے جی آفس نے کرنا ہے۔ آپ کی گورنمنٹ کا size of work پہلے ہی بہت بڑا ہے تو اے جی آفس کے پاس سٹاف نہیں ہے یہ ان کی گورنمنٹ میں بھی resources کا ایشو تھا اگر کوئی جان بوجھ کر کرتا ہے تو پھر الگ بات ہے لیکن یہ ایک general problem ہے تمام محکموں کے ساتھ ہے میرے خیال میں معزز ممبر بھی اس کو سمجھتے ہیں کہ اس کا reason کیا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، آڈٹ اے جی آفس سے related ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! اے جی آفس کسی اور پنجاب کے زمرے میں آتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وہ الگ ڈیپارٹمنٹ ہے۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب چیئرمین میں نے تو صرف اتنی سی assurance مانگی ہے کہ اتنی سی مہربانی کر کے یہ announce کر دیں کہ فلاں تاریخ تک رپورٹ ہاؤس کے اندر پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، انشاءاللہ۔

جناب محمد طاہر پرویز: جناب چیئرمین! صرف انشاءاللہ نہیں وزیر ہائر ایجوکیشن سے assure کروا دیں۔

جناب چیئرمین: جی، یہ اے جی آفس سے متعلقہ سوال ہے۔ وزیر خزانہ سے متعلقہ سوال نہیں ہے۔ HED والے کیسے جواب دے سکتے ہیں؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! آپ آج ہاؤس کو چیئر کر رہے ہیں آپ کی طرف سے یہ رولنگ آنی چاہئے کہ اتنے عرصے میں یہ آڈٹ رپورٹ آنی چاہئے، آپ چھ ماہ کا عرصہ دے دیں، میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ایک دو ماہ کا عرصہ دے دیں اس مالی سال کا عرصہ بتا دیں۔

جناب چیئرمین: آپ خود سمجھ دار ہیں آپ خود بتائیں کہ اے جی آفس کی بات HED والے کیسے بتا سکتے ہیں؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب سپیکر! HED والے کم از کم reminder لکھ کر بھیجیں کہ کیوں یہ کام نہیں ہو رہا؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن! آپ اے جی آفس کو reminder لکھ کر بھیجیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! Reminder ہو جائے گا لیکن جو اے جی آفس ہے وہ 72 اداروں کا ہر سال آڈٹ کرتا ہے تو جب HED کی باری آئے گی تو اس کا آڈٹ ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: وزیر ہائر ایجوکیشن! آپ اے جی آفس کو آڈٹ کے لئے reminder بھیج دیں یہ معزز ممبر کی اچھی تجویز ہے۔ جی، اگلا سوال۔۔۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! وزیر ہائر ایجوکیشن ہاؤس کو یہ بتا دیں کہ یہ آڈٹ کا طریق کار کیا ہے، کیا ان کا اپنا ڈیپارٹمنٹ آڈٹ نہیں کرواتا؟

جناب چیئرمین: نہیں آڈٹ اکاؤنٹنٹ جنرل سے کرواتے ہیں۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! ان کا اپنا ڈیپارٹمنٹ آڈٹ کرواتا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! اکاؤنٹنٹ جنرل کو الہام نہیں ہوتا کہ اُس نے آڈٹ کرنا ہے یہ محکمے ہوتے ہیں جو اپنا آڈٹ کرواتے ہیں وہ اپنے پروگرام دیتے ہیں کہ ہمارا آڈٹ اس انداز میں ہو گا۔ یہ تو کوئی ایسی بات نہیں ہے اور ڈیپارٹمنٹ آڈٹ کروانے کا پابند ہے۔ اس میں بات کیا ہے کہ اگر کوئی ممبر کہتا ہے کہ آپ کے ڈیپارٹمنٹ کے فلاں ونگ کا، فلاں چیز کا کوئی آڈٹ ہونا ہے تو ڈیپارٹمنٹ تو خوش ہوتا ہے کہ ہمارا آڈٹ ہو گا اُس میں آڈٹ paras بنیں گے وہ تو بعد کی بات ہے آڈٹ کروانا یا۔۔۔

جناب چیئرمین: جی وزیر ہائر ایجوکیشن!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ نے تو آڈٹ والوں کو لکھ دیا ہوتا ہے آگے اے جی آفس والوں نے prioritize کرنا ہوتا، انہوں نے اپنی priority طے کرنی ہوتی ہے وہ ایک الگ ڈیپارٹمنٹ ہے اگر انہوں نے لکھ

کر بھیج دیا ہوا ہے تو اُس آڈٹ کے نہ ہونے یا late ہونے کی وجہ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ ہے۔ معزز ممبر آڈٹ ڈیپارٹمنٹ سے پوچھیں یہ سب کچھ سمجھتے ہوئے بھی وہی بات کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن! آپ نے یہ آڈٹ کے لئے reminder کب بھیجا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! یہ تو ڈیپارٹمنٹ سے چیک کیا جا سکتا ہے کہ آخری reminder کب گیا ہے کیونکہ یہ سوال میں تو نہیں تھا لیکن میں یہ بتادوں کہ internal آڈٹ الگ چیز ہے اور external آڈٹ الگ ہوتا ہے جو اے جی آفس ہے اُس نے external آڈٹ کرنا ہوتا ہے وہی سب سے زیادہ appropriate ہے اور یہ بات کہ ڈیپارٹمنٹ نے آڈٹ کرنا ہے تو ڈیپارٹمنٹ کے اپنے آڈٹ تو ہر لیول پر ہوتے رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر ہائر ایجوکیشن! آپ ڈیپارٹمنٹ کے آڈٹ کا بتادیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! وہ تو ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین: جناب طاہر پرویز! آپ نے 17-2016 کے آڈٹ کا پوچھا ہے؟

جناب محمد طاہر پرویز: جناب چیئرمین! میں 17-2016، 18-2017 اور 19-2018 کا پوچھ رہا ہوں اور سمجھانے والی بات یہ ہے شاید منسٹر صاحب دو باتوں سے confuse ہو رہے ہیں۔ انہوں نے بالکل ٹھیک بات کی ہے کہ ایک جنرل آڈٹ ہوتا ہے اور ایک ان کا اپنا ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا آڈٹ ہوتا ہے ہم ان کے محکمانہ آڈٹ کی بھی بات کر رہے ہیں اور ہم ان کے جنرل آڈٹ کی بھی بات کر رہے ہیں یہ دونوں آڈٹ کے متعلقہ منسٹر یا سیکرٹری کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ پابندی سے کروائیں اگر کہیں پر کوئی problem جس طرح منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ وہاں پر بھی اکاؤنٹس آفس میں کوئی shortage چل رہی ہے یا مجھے نہیں پتا کیا problem ہے یہ آڈٹ کیوں نہیں کیا جا رہا لیکن یہ جو ایشو ہے یہ تمام کے تمام محکمہ جات میں دیکھا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری استحقاق کمیٹی میں دو تحاریک استحقاق چل رہی ہیں اور میں نے دو applications move کی ہیں جس کے اندر ایک تو Lahore Ring Road Authority ہے اور دوسرا پنجاب ٹیکس بورڈ کا تھا تو جو پنجاب ٹیکس بورڈ کے چیئرمین تھے انہوں نے یہاں پر آکر آپ بھی اس میں میٹنگ میں موجود تھے وہ commit کر کے گئے ہیں کہ ہم انشاءاللہ اگلی میٹنگ تک دو سال کا آڈٹ کر کے لے آئیں گے اُس سے اگلی میٹنگ میں پھر ہم دو سال کا آڈٹ کر کے لے آئیں گے۔

جناب سپیکر! میری اتنی سی گزارش ہے اس سے لمبی تو میری کوئی گزارش نہیں ہے کیونکہ ہم یہاں پر اسمبلی میں لوگوں کے مسائل کو حل کرنے کے لئے آتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر ہائر ایجوکیشن! آپ کا جو internal آڈٹ ہے اُس کے بارے میں بتا دیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! پہلی بات یہ ہے کہ clarity سے اگر سوال میں یہ پوچھ لیتے کہ ان کو internal آڈٹ کی رپورٹ چاہئے تو وہ تو 19-2018 کا ہوا ہوا ہے 20-2019 کا۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، Order in the House

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! جو اے جی آفس کا آڈٹ ہے وہ نہیں ہوا اُس کا بھی لیٹر لکھا ہوا ہے اگر معزز ممبر کو اُس کی تفصیل چاہئیں تو ان کو مہیا کر دیتے ہیں معزز ممبر اور بتائیں کیا چاہتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی، جناب طاہر پرویز! وزیر ہائر ایجوکیشن کے پاس reminder کا لیٹر بھی ہے اور internal آڈٹ بھی آپ کو 17-2016 کا مل سکتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3371 سید عثمان محمود کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3413 بھی سید عثمان محمود کا ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3495 محترمہ کنول پرویز چودھری کا ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذا اس سوال کو بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 3642 چودھری اختر علی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذا اس سوال کو

بھیdispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر3755 محترمہ رابعہ نسیم فاروقی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذا اس سوال کو بھیdispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر3871 محترمہ شاہینہ کریم کا ہے۔۔۔ موجود نہیں لہٰذا اس سوال کو بھیdispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال چودھری افتخار حسین چھچھر کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3974 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اوکاڑہ: منڈی احمد آباد میں بوائز اور ڈگری کالج کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*3974: **چودھری افتخار حسین چھچھر:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں بوائز اور گرلز ڈگری کالج نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ منڈی احمد آباد اور گردنواح کے علاقہ کی بچیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے حجرہ شاہ مقیم بصیرپور یا کنگن پور جانا پڑتا ہے؟

(ج) کیا حکومت منڈی احمد آباد میں بوائز اور گرلز ڈگری کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ منڈی احمد آباد تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ میں بوائز اور گرلز ڈگری کالج نہ ہیں، منڈی احمد آباد میں بوائز اور گرلز طلباء وطالبات کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے طلباء وطالبات کو بصیرپور جانا پڑتا ہے۔ بصیرپور کا فاصلہ منڈی احمد آباد سے کم ہونے کی وجہ سے اور طالبات کے لئے بصیرپور گرلز کالج میں بس کی سہولت کی بدولت طالبات بآسانی بصیرپور پہنچ جاتی ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ منڈی احمد آباد اور گرد و نواح کے علاقہ کی بچیوں کو تعلیم حاصل کرنے کے لئے حجرہ شاہ مقیم، دیپالپور یا کنگن پور جانا پڑتا ہے۔ منڈی احمد آباد میں طالبات کی تعداد کم ہونے، بصیر پور کا فاصلہ منڈی احمد آباد سے کم ہونے اور طالبات کے لئے بصیر پور گرلز کالج میں بس کی سہولت کی بدولت طالبات بآسانی بصیر پور پہنچ جاتی ہیں۔

(ج) جی ہاں! حکومت منڈی احمد آباد میں بوائز اور گرلز ڈگری کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ منڈی احمد آباد میں بوائز اور گرلز کالجز کے قیام کے لئے فزیبلٹی رپورٹس متعلقہ ضلعی حکام سے منگوالی گئی ہیں۔ ان رپورٹس کی روشنی میں جلد اقدامات کئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میری معزز منسٹر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ اس سوال کے جز (الف اور ب) کا جو جواب دیا گیا ہے وہ same ہے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا منسٹر صاحب یہ بتانا پسند کریں گے کہ طلباء و طالبات کی کتنی تعداد منڈی احمد آباد سے دیگر علاقوں میں پڑھنے کے لئے جا رہی ہے؟

جناب سپیکر! اس کے ساتھ میرا دوسرا ضمنی سوال بھی اس سے متعلقہ ہے کہ انہوں نے میرے سوال کے جواب میں بسوں کی سہولت کا ذکر کیا ہے تو میں اس حوالے سے منسٹر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ بالکل غلط بیانی کی گئی ہے اس پر میں ضمنی سوال بعد میں کروں گا پہلے یہ طلباء و طالبات کی تعداد بتا دیں؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! اس سوال میں تعداد کا ذکر نہیں کیا گیا لہٰذا اس پر کوئی ریسرچ بھی نہیں کی گئی اگر یہ کہتے ہیں تو اس سوال کو pending کر دیں ہم جواب منگوا لیتے ہیں اور یہ اس حوالے سے fresh question کر لیں۔

جناب چیئرمین: چودھری افتخار حسین چھچھر! مجھے بھی اس سوال میں کہیں طلباء و طالبات کی تعداد کا ذکر نظر نہیں آیا۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میرا یہ متعلقہ سوال ہی ہے اگر اس طرح دیکھا جائے تو پھر کوئی بھی ضمنی سوال متعلقہ نہیں ہو گا۔ ڈیپارٹمنٹ کا کام ہوتا ہے کہ منسٹر صاحب جب ہاؤس میں سوالات کے جوابات دینے کے لئے آتے ہیں تو ڈیپارٹمنٹ اس سوال سے related دو یا تین سوال خود بنا کر دیتا ہے۔ اب اسی سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ بصیر پور سے بسیں بوائز اور گرلز کو لینے کے لئے منڈی احمد آباد جاتی ہیں تو میں کہتا ہوں کہ یہ جواب بالکل جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔ اگر بصیر پور سے کوئی ایک بس بھی باہر جاتی ہو تو میں اس کا ذمہ دار ہوں یعنی ہاؤس میں ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے غلط جواب نہیں آنا چاہئے تو اس پر ذرا منسٹر صاحب جواب دے دیں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! پہلے تو میں معزز ممبر کی اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ ضمنی سوال کیا ہوتا ہے تو ضمنی سوال میں آپ کوئی نیا fact نہیں پوچھ سکتے، یہ بہت senior parliamentarian ہیں اور مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیوں ایسی غلط بات کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! چلیں، اس بات کو چھوڑیں اور آگے چلیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! دوسری چیز جو کہ ڈیپارٹمنٹ نے جواب دیا ہے اور معزز ممبر ان کے facts کو challenge کر رہے ہیں تو اس پر انکوائری کروا لیتے ہیں اگر ڈیپارٹمنٹ نے غلط بیانی کی ہے تو ہم اس پر ایکشن لے لیں گے۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! جی، بالکل منسٹر صاحب اس پر انکوائری کروائیں اور مجھے یقین ہے کہ اس میں غلط بیانی کی گئی ہے۔

جناب چیئر مین: چودھری افتخار حسین چھچھر! آپ سیشن کے بعد منسٹر صاحب سے مل لیں وہ اس پر انکوائری کروانے کے لئے تیار ہیں۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میری عرض سن لیں کہ جو کرنا ہے وہ معزز چیئر کر دے کیونکہ یہ ملنے ملانے والا دھوکا ہے۔ اب اسی حوالے سے میرا آخری ضمنی سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ last year میں نے ہاؤس میں ڈگری کالج منڈی احمد آباد کے متعلق ایک سوال دیا تھا۔۔۔

جناب چیئر مین: چودھری افتخار حسین چھچھر! میں معذرت کے ساتھ قطع کلامی کر رہا ہوں کہ اگر آپ کے سوال کا جواب غلط آیا ہے تو اس پر آپ تحریک استحقاق بھی لا سکتے ہیں اور اس حوالے سے کمیٹی موجود ہے لہٰذا نئی کمیٹی بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! جب منسٹر صاحب خود انکوائری کروانے کا بول رہے ہیں تو پھر تحریک استحقاق کا کیا تک ہے۔ نہیں، نہیں، نہیں۔ معزز ممبر نے چیلنج کیا اور منسٹر صاحب نے ان کے چیلنج کو accept کیا کہ ٹھیک ہے اگر محکمے کی طرف سے کوئی غلط بیانی کی گئی ہے تو ہم اس پر انکوائری کروا لیتے ہیں اور انکوائری کا جو بھی رزلٹ آئے گا منسٹر صاحب اس پر جو بھی ایکشن لینا چاہیں گے وہ ایکشن لے لیں گے۔ تحریک استحقاق تو اس وقت دی جاتی ہے کہ جب ڈیپارٹمنٹ کا head نہ مانے اور چیلنج کرے۔ یہاں پر منسٹر صاحب نے تو بڑی فراخدلی سے فرمایا ہے کہ اگر اس میں کوئی ایسی غلطی ہے کیونکہ انسان خطا کا پتلا ہے تو ہم اس کو accept کر کے اس کی انکوائری کروا لیتے ہیں۔

جناب چیئر مین: جناب سعید اکبر خان! Thank you for the correction. اب ہم آگے چلتے ہیں۔ جی، چودھری افتخار حسین چھچھر!

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ اسی معزز ہاؤس میں اسی topic سے related یہ آج سے چھ ماہ پہلے ایک جواب ڈیپارٹمنٹ نے دیا تھا اور اس میں categorically لکھا تھا کہ گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز اینڈ گرلز منڈی احمد آباد بنانے کا کوئی ارادہ نہ ہے۔ اب چھ ماہ بعد ایک جواب آگیا ہے کہ جی ہاں حکومت منڈی احمد آباد میں بوائز اور گرلز

ڈگری کالج قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔منڈی احمد آباد میں بوائز اور گرلز کالجز کے قیام کے لئے فزیبلٹی رپورٹ متعلقہ ضلعی حکام سے منگوالی گئی ہے لہٰذا ان رپورٹس کی روشنی میں جلد اقدامات کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر!میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو جواب اسمبلی میں پہلےsubmit کیا گیا تھا منسٹر صاحب اس کوown کرتے ہیں یا اس موجودہ جواب کوown کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی میں یہadd کرنا چاہتا ہوں کہ اگر منسٹر صاحب اس جواب کوown کرتے ہیں تو اسfinancial yearیاnext financial yearمیں یا اس سےnext financial yearمیں کب تک اس ڈگری کالج کے فنڈز مختص کر دیئے جائیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! Situations change ہوتی رہتی ہیں لہٰذا میں دونوںanswers کو own کرتا ہوں۔پہلے situation یہ تھی کہ کالج نہیں بن سکتا تھا لیکن اس کے بعد ڈیپارٹمنٹ کی پلاننگ ونگ نے اس کی فزیبلٹی رپورٹ بنالی ہے لہٰذا ظاہر ہے کہfacts changeہوتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر!اب فزیبلٹی رپورٹ کے لئے کہہ دیا ہے تو اگر یہfeasibleہوا توnext yearکیADPمیں گورنمنٹ سے پیسے مانگیں گےdepending on the resources اگر فنڈزallocateہو گئے تو انشاءاللہ یہ کالج بن جائے گا۔

MR CHAIRMAN: Depending on the resources of the Covid-19.

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر!یہ کوشش کر لیں کیونکہ ان کے پاس اتنا لمبا ٹائم نہیں ہے۔-I am satisfied. Thank you.

جناب چیئرمین: اگلا سوال بھی چودھری افتخار حسین چھچھر آپ ہی کا ہے۔سوال نمبر بولیں۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر!میرا سوال نمبر 3975 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

اوکاڑہ: یونیورسٹی کے قیام اور طلباء و طالبات کی تعداد سے متعلقہ تفصیلات

*3975: **چودھری افتخار حسین چھچھر:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف اوکاڑہ کب معرض وجود میں آئی؟

(ب) یونیورسٹی آف اوکاڑہ میں اس وقت کون کون سے شعبہ جات ہیں اور کون سے مضامین پڑھائے جا رہے ہیں؟

(ج) یونیورسٹی آف اوکاڑہ میں اس وقت کتنے طلباء و طالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں شعبہ وار طلباء اور طالبات کی تعداد بتائی جائے؟

(د) یونیورسٹی آف اوکاڑہ سال 19-2018 کے لئے کتنے ڈویلپمنٹ اور نان ڈویلپمنٹ فنڈ مختص کئے گئے؟

(ہ) کیا حکومت یونیورسٹی آف اوکاڑہ میں مزید شعبہ جات کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یونیورسٹی آف اوکاڑہ بحوالہ ایکٹ (xiii of 2016) کے تحت یکم اپریل 2016 کو معرضِ وجود میں آئی۔

(ب) یونیورسٹی آف اوکاڑہ میں اس وقت 38 مختلف شعبہ جات کے تحت 80 مضامین میں بی ایس / بی ایس سی آنرز، ایم ایس / ایم فل اور پی ایچ ڈی کی تعلیم دی جا رہی ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) یونیورسٹی آف اوکاڑہ میں مختلف شعبہ جات میں تقریباً 10425 طالب علم زیرِ تعلیم ہیں۔ جس میں طلباء کی تعداد 4797 اور طالبات کی تعداد 5628 ہے۔ طالب علموں کی شعبہ وار تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یونیورسٹی آف اوکاڑہ میں سال 19-2018 کے لئے ڈویلپمنٹ کی مد میں کوئی فنڈ جاری نہیں ہوا جبکہ 283 ملین روپے نان ڈویلپمنٹ فنڈ کے طور پر گورنمنٹ آف پنجاب نے جاری کئے۔

(ہ) یونیورسٹیز خود مختار ادارہ کے طور پر کام کرتی ہیں۔ کسی بھی شعبہ میں تعلیم دینے کا فیصلہ متعلقہ یونیورسٹی کی اکیڈمک کونسل اور سنڈیکیٹ کی منظوری سے ہوتا ہے۔ اگر یونیورسٹی آف اوکاڑہ مزید شعبہ جات کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے تو حکومت ہر ممکن تعاون فراہم کرے گی۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! ڈسٹرکٹ اوکاڑہ کے لئے سابقاوزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا یونیورسٹی آف ایجوکیشن اوکاڑہ ایک بہت بڑا تحفہ تھا۔

جناب سپیکر! اب میری humble request ہے کہ کیا معزز منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ جب سے پی ٹی آئی کی گورنمنٹ آئی ہے تو ان دو سالوں میں یونیورسٹی آف ایجوکیشن اوکاڑہ کے لئے ڈویلپمنٹ کی مد میں کتنے پیسے دیئے گئے ہیں؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ جب کوئی گورنمنٹ یونیورسٹی بناتی ہے تو اس کا ڈویلپمنٹ پلان بھی دے کر جاتی ہے تو سابقا گورنمنٹ اپنے آخری سالوں میں بہت ساری universities بنا گئی ہے جن کے لئے کوئی پیسے مختص کئے گئے اور نہ ہی اس حوالے سے کوئی پلاننگ کی گئی تھی اور ہم نے اس کے باوجود ان universities کو own کیا۔ یونیورسٹی آف جھنگ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ اور یونیورسٹی آف نارووال اس میں شامل ہیں تو ظاہر ہے کہ financial crisis تو already تھا لیکن کیونکہ یونیورسٹی ایک ایسا subject ہے جو کہ ایک مشترکہ چیز ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے انہوں نے بہت اچھا کیا کہ universities بنادی تھیں لہٰذا ہم ان کو آگے لے کر چلنا چاہتے ہیں۔ اب جہاں تک exact budget کی بات ہے تو کیا آپ نے اس حوالے سے اپنے سوال میں پوچھا تھا؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب! وہ اس کی completion کا پوچھ رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! یہ university already complete ہے اور operational ہے۔ یونیورسٹی کے نئے پراجیکٹس آتے رہتے ہیں اب اگر آپ یہ کہیں کہ تمام facts میری finger tips پر ہیں تو ایسا نہیں ہے اگر معزز ممبر fresh question پوچھنا چاہتے ہیں تو پوچھ لیں۔

جناب چیئرمین: جی، چودھری افتخار حسین چھچھر!

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میرا معزز منسٹر صاحب سے بڑا ہی سادہ سا سوال ہے کہ جب سے پی ٹی آئی کی گورنمنٹ نافذ ہوئی ہے آج تک یونیورسٹی آف اوکاڑہ کو ڈویلپمنٹ کی مد میں کوئی پیسے دیئے گئے ہیں یا نہیں دیئے گئے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! بجٹ پاس ہو چکا ہے اور جو فنڈز آنے تھے وہ already آ چکے ہیں لہٰذا COVID-19 کی وجہ سے اس سال فنڈز نہیں دیئے جا سکتے۔ ہم ہائر ایجوکیشن کے لئے جو ADP چاہتے تھے ہمیں اس کا بہت کم fraction دیا گیا ہے اور ملکی صورتحال بھی سب کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ انہوں نے جو یونیورسٹیز بنائی تھیں ان کی کوئی پلاننگ نہیں تھی لیکن ماشاءاللہ یونیورسٹی آف اوکاڑہ تو بہتر طریقے سے چل رہی ہے۔ تین سال گزرنے کے بعد ہائر ایجوکیشن کمیشن بھی فنڈز دے سکتا ہے ہم نے پچھلے سال بھی HEC سے گزارش کی تھی اور اس سال دوبارہ بھی کی ہے کہ یونیورسٹی آف اوکاڑہ کو فنڈز دیئے جائیں چونکہ اس یونیورسٹی میں potential بھی ہے اور ہم اس کے ایڈمنسٹریشن کے معاملات پر کافی توجہ بھی دے رہے ہیں، financial situation آپ کے سامنے ہے جب بہتر ہو گی تو انشاءاللہ فنڈز بھی دے دیئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، انشاءاللہ فنڈز ملیں گے۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میں ایک اور ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین: آپ کے تین ضمنی سوال ہو چکے ہیں۔ اگلا سوال نمبر 4008 سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب منان خان کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4012 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نارووال: یونیورسٹی کے قیام اور بلڈنگ کی تکمیل سے متعلقہ تفصیلات

4012*: جناب منان خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف نارووال کب قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس کی بلڈنگ کی تعمیر کتنی مکمل ہوئی ہے اور کتنی بقایا ہے؟

(ج) اس بلڈنگ کی تعمیر پر کتنی رقم آج تک خرچ ہوئی ہے؟

(د) اس کا کتنا کام باقی ہے اس وقت کون کون سا کام ہو رہا ہے؟

(ہ) مالی سال 20-2019 میں اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(و) کیا حکومت اس کا بقایا کام جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب کی ہدایات پر گورنمنٹ اسلامیہ پوسٹ گریجویٹ کالج نارووال میں، یونیورسٹی آف گجرات کا سب کیمپس قائم کیا گیا۔ بعدازاں پنجاب اسمبلی نے مورخہ 04-03-2018 کو یونیورسٹی آف نارووال ایکٹ منظور کیا جو گورنر پنجاب کی منظوری مورخہ 19-03-2018 کے بعد مورخہ 20-03-2018 کو پنجاب گزٹ میں شائع ہوا۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے 19-04-2018 کو یونیورسٹی آف گجرات کے سب کیمپس کو بطور یونیورسٹی آف نارووال اپ گریڈ کئے جانے کا نوٹیفکیشن کیا۔

(ب) حکومت پاکستان کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام(PSDP)میں شامل ہائر ایجوکیشن کمیشن کے پراجیکٹ"Strengthening & Expansion of University of Gujrat and its Allied Campuses"کے تحت یونیورسٹی آف گجرات کے مین کیمپس اور نارووال سب کیمپس میں ترقیاتی کاموں کی منظوری حکومت پاکستان کی سنٹرل ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی نے مورخہ 28-04-2015کو دی جس کے پہلے مرحلے میں یونیورسٹی آف گجرات سب کیمپس نارووال میں شروع کئے گئے ترقیاتی کاموں میں سے چار دیواری کا کام بمطابق ورک آرڈر مکمل ہے جبکہ دوسرے اکیڈمک بلاک اور لائبریری اور ایڈمن بلاک پر کام مارچ 2020کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا۔مزید برآں ایک گرلز اور بوائز ہاسٹل پر بھی کام جاری ہے۔

(ج) حکومت پاکستان کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے متذکرہ بالا پراجیکٹ کے تحت موجودہ یونیورسٹی آف نارووال کی عمارت کی تعمیر پر وفاقی حکومت/ہائر ایجوکیشن کمیشن کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز سے اب تک 801.557 ملین روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) حکومت پاکستان کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام(PSDP)میں شامل ہائر ایجوکیشن کمیشن کے پراجیکٹ"Strengthening & Expansion of University of Gujrat and its Allied Campuses"کے تحت ایواڈر کئے گئے ترقیاتی کاموں میں سے چار دیواری کا کام بمطابق ورک آرڈر مکمل ہے جبکہ دوسرے اکیڈمک بلاک اور لائبریری اور ایڈمن بلاک پر کام مارچ 2020کے اختتام تک مکمل ہو جائے گا۔مزید برآں ایک گرلز اور بوائز ہاسٹل پر بھی کام جاری ہے۔مذکورہ بالا پراجیکٹ کے یونیورسٹی آف نارووال کے قیام کے وقت ایوارڈ نہ کئے جانے والے کام اور وفاقی پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام کے دوسرے پراجیکٹ"Strengthening of University of Narowal"کے تحت کام یونیورسٹی آف نارووال کے زیر انتظام انجام دیئے جائیں گے۔

(ہ) حکومت پاکستان کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام(PSDP) میں شامل ہائر ایجوکیشن کمیشن کے پراجیکٹ "Strengthening & Expansion of University of Gujrat and its Allied Campuses" کے تحت یونیورسٹی آف گجرات کے مین کیمپس اور سب کیمپس نارووال(موجودہ یونیورسٹی آف نارووال) کے لئے موجودہ مالی سال20-2019 کے وفاقی بجٹ میں 150 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جبکہ سال رواں کے PSDP میں شامل ایک دوسرے ترقیاتی منصوبے "Strengthening Universityof Narowal" کے لئے بھی150 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ یونیورسٹی آف نارووال کے قیام کی منظوری کے بعد حکومت پنجاب نے اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں یونیورسٹی آف نارووال کا ترقیاتی پراجیکٹ مع اختصاص فنڈز شامل کیا تھا جس پر عملدرآمد نہ کیا گیا۔

(و) وفاقی پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام میں شامل "Strengthening & Expansion of University of Gujrat and its Allied Campuses" کے پراجیکٹ کے تحت یونیورسٹی آف گجرات کے سب کیمپس نارووال(موجودہ یونیورسٹی آف نارووال) کے متذکرہ بالا پراجیکٹ کے جاری کام کو جلد از جلد (جون2020 کے اختتام تک) مکمل کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب منان خان: جناب سپیکر! اس جواب میں یونیورسٹی آف نارووال کے متعلق کافی تفصیلات دی گئی ہیں، میں نے سوال کے جز (و) میں پوچھا تھا کہ کیا حکومت اس کا بقایا کام جلد از جلد مکمل کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ 2020 تک مکمل کریں گے۔

جناب سپیکر! میرا سوال ہے کہ جون 2020 تو گزر چکا ہے لیکن کام مکمل نہیں ہوا لہٰذا منسٹر صاحب بتا دیں کہ کب تک مکمل کریں گے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! جو فنڈز آئے تھے وہ already released ہیں اور کام ہو رہا ہے شاید کچھ delays ہوں لیکن وہ آخری مراحل میں ہے۔

جناب چیئرمین: جی، جناب منان خان!

جناب منان خان: جناب سپیکر! بلڈنگز بن چکی ہیں، boundary wall بھی بن چکی ہے لیکن روڈز انفراسٹرکچر کا سارا کام ہی رہتا ہے۔ راستے اور لانز بنیں گے تب ہی سٹوڈنٹس ادھر جا سکیں گے۔

جناب چیئرمین: آپ within university روڈز کی بات کر رہے ہیں یا باہر کے؟

جناب منان خان: جناب سپیکر! میں یونیورسٹی کے اندر کے روڈز انفراسٹرکچر کی بات کر رہا ہوں یہ ابھی شروع ہی نہیں ہوا لہٰذا اگر اس میں کچھ کر سکتے ہیں تو مہربانی کریں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب! معزز ممبر یونیورسٹی کے اندر روڈز انفراسٹرکچر کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! Handing over کا مرحلہ شروع ہو چکا ہے جو کام پہلے تھا وہ hand over کروالیں تو اگلی سکیم بھی لے کر آئیں گے۔

جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ جو یونیورسٹیز بنی ہیں ہم نے انہیں لے کر چلنا ہے لہٰذا جیسے ہی فنڈز کی availability ہوتی ہے we will go ahead with it.

جناب چیئرمین: جناب منان خان! انشاءاللہ فنڈز کی availability پر ہی ہو گا۔

جناب منان خان: جی، شکریہ

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! جناب یاسر ہمایوں بڑے competent minister ہیں اور بڑے اچھے initiatives لیتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم پر جو آپ کی گورنمنٹ مسلط کی گئی ہے آپ نے ان دو سالوں میں کوئی نئی یونیورسٹی بھی بنائی ہے؟

جناب چیئرمین: جناب خلیل طاہر سندھو! آپ کا یہ سوال relevant نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب منان خان کا ہے۔ .Order in the House please جی، جناب منان خان!

جناب منان خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 4015 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نارووال: گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹ نیناں اور کنجروڑ کے قیام، بلڈنگ کی تعمیر اور خالی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

***4015: جناب منان خان:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹ نیناں اور کنجروڑ ضلع نارووال کب قائم کئے گئے تھے؟

(ب) ان کی تعمیر پر کتنی رقم سرکاری خزانہ سے خرچ ہوتی ہے؟

(ج) ان کی بلڈنگ مکمل ہو چکی ہیں یا ابھی کام باقی ہے؟

(د) ان کے لئے مالی سال 20-2019 میں کتنی رقم مختص کی گئی ہے؟

(ہ) ان دونوں کالجز میں کلاسز جاری ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(و) ان دونوں کالجوں میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں کون کون سی خالی ہیں تفصیل عہدہ اور گریڈ وار بتائیں؟

(ز) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالبات کی تعداد کلاس وار بتائیں ان کی مسنگ فسیلٹیز کیا کیا ہیں یہ کب تک فراہم ہوں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج کنجروڑ کا تعمیراتی کام 23-10-2016 اور گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹ نیناں 16-06-2016 کو شروع ہوا تھا۔

(ب) گورنمنٹ ڈگری کالج کنجروڑ میں تقریباً82.482 ملین اور گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹ نیناں میں تقریباً83.897 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) دونوں کالجز کا کام ابھی جاری ہے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹ نیناں کا تقریباً96 فیصد اور گورنمنٹ ڈگری کالج کنجروڑ میں تقریباً92 فیصد کام ہو چکا ہے۔

(د) گورنمنٹ ڈگری کالج کنجروڑ کے لئے 23.005 ملین اور گورنمنٹ ڈگری کالج کوٹ نیناں کے لئے 32.609 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ہ) دونوں کالجز میں تعمیراتی کام جاری ہے اور کالجز کی بلڈنگ بھی ابھی تک محکمہ ہائر ایجوکیشن کے حوالے نہیں کی گئی ہیں جس کی وجہ سے کلاسز جاری نہیں ہو سکیں۔

(و) ابھی تک دونوں کالجز کی SNE جاری نہ ہوئی ہے۔ بلڈنگ مکمل ہونے کے SNE جاری ہو گی۔

(ز) چونکہ دونوں کالجز کی بلڈنگ ابھی مکمل نہ ہوئی ہیں جس کی وجہ سے کلاسز جاری نہ ہو سکی ہیں۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب منان خان: جناب سپیکر! جواب میں ساری تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ اب تو منسٹر صاحب پہچانے نہیں جا رہے لیکن جب شروع شروع میں آئے تھے میں نے اس ٹائم بھی گزارش کی تھی کہ میرے حلقے میں کوٹ نیناں اور کنجروڑ دو کالجز ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے جواب دیا ہے کہ ان پر 96 اور 92 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے اتنا کام تو پہلے ہی مکمل تھا اب دو سال گزر گئے ہیں مہربانی فرما کر انہیں مکمل کریں تاکہ کلاسز شروع ہو جائیں اور عوام کو فائدہ ملنا شروع ہو۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! یہ end of this quarter complete ہو جائے گا اور انشاء اللہ next academic year میں کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین: جی، next academic year میں کلاسز شروع ہو جائیں گی۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! اس سال کلاسز شروع ہو جائیں گی؟

جناب چیئرمین: منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ next academic year میں کلاسز شروع ہوں گی۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! Hand over کریں گے تو کلاسز شروع ہو سکیں گی چونکہ دو سال میں تو یہ کام نہیں ہوا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! کئی سالوں سے ٹیچنگ سٹاف کی ہزاروں کے حساب سے اسامیاں خالی پڑی ہیں، جو کالجز already چل رہے ہیں وہاں بھی گورنمنٹ کی affordability نہیں ہے اور گزشتہ حکومت کی بھی نہیں تھی اور یہ مسئلہ وہیں سے continue ہو رہا ہے۔ جب تک fiscal space نہیں ہو گی تو کیسے ممکن ہے کہ آپ کالجز کھولتے جائیں لیکن ان میں سٹاف نہ ہو۔ یہ تو ongoing problem ہے جو چل رہا ہے and we need to sort it out لیکن جب تک مالی حالات بہتر نہیں ہوں گے تو یہ ٹھیک نہیں کیا جا سکتا۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! اگر یہ بیان دینا ہے تو اس کا فائدہ نہیں ہے بلکہ اس معاملے میں منسٹر صاحب کوئی positive بات کریں۔

جناب چیئرمین: جناب منان خان! منسٹر صاحب نے next academic year کی commitment کی ہے۔

جناب منان خان: جناب سپیکر! اگر یہ SNE ہی process نہیں کریں گے تو کلاسز کیسے شروع ہو سکتی ہیں؟ یہ بڑا لمبا process ہوتا ہے لہٰذا منسٹر صاحب کم از کم SNE تو issue کرائیں۔ سوال کے جز (و) میں پوچھا گیا تھا کہ ان دونوں کالجوں میں منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں کون کون سی خالی ہیں اس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ بلڈنگ مکمل ہو گی تو پھر SNE کا process شروع کیا جائے گا لہٰذا میری استدعا ہے کہ SNE کا process پہلے شروع کریں گے تو مکمل ہو گا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ انشاء اللہ اس quarter میں بلڈنگ مکمل ہو جائے گی اور next academic year میں کلاسز کا اجرا ہو گا۔ اس سال تو ویسے بھی ایمرجنسی کی صورتحال چل رہی ہے لہٰذا next academic year میں کلاسز شروع ہوں گی اور اس سے پہلے SNE اور باقی کام بھی ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: جناب منان خان! منسٹر صاحب اگلے سال کے لئے وعدہ کر رہے ہیں۔

جناب منان خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال چودھری مظہر اقبال کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں!

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 4064 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بہاولنگر: پی پی۔243 میں بوائز و گرلز کالجز
کی تعداد اور ٹیچنگ کیڈر کی خالی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

***4064: چودھری مظہر اقبال:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔243 بہاولنگر میں کہاں کہاں کالجز بوائز و گرلز ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں ٹیچنگ کیڈر کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان کو پر نہ کرنے میں کیا کیا عوامل حائل ہیں؟

(ج) ان کالجوں کی بلڈنگ کی حالت کیسی ہے، کس کی بلڈنگ خستہ حالت میں ہے اور کس کس کی بلڈنگ ناکافی ہے، کب تک ان کی بلڈنگ ٹھیک اور درست حالت میں ہو جائے گی؟

(د) ان کالجوں میں کون کون سی سہولیات ناکافی ہیں اور کب تک فراہم ہو جائیں گی؟

(ہ) ان کالجوں کے سال 20-2019 کے بجٹ کی تفصیل دی جائے؟

(و) ان کالجوں کو بسیں پک اینڈ ڈراپ کے لئے فراہم کی گئی ہیں نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) پی پی۔243 بہاولنگر میں واقع کالجز کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ کالج فار بوائز ہارون آباد

(ii) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہارون آباد

(iii) گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس فار بوائز ہارون آباد

(ب)

نمبر شمار	کالج کا نام	منظور شدہ اسامیاں				خالی اسامیاں			
		BS-17	BS-18	BS-19	BS-20	BS-17	BS-18	BS-19	BS-20
1۔	گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ کالج فار بوائز ہارون آباد	24	16	14	01	09	08	12	01
2۔	گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہارون آباد	14	10	03	03	03	03	01	02
3۔	گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس فار بوائز ہارون آباد	04	03	01	00	02	00	00	00

یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا اسامیاں اساتذہ کرام کی پروموشن / ٹرانسفر / ریٹائرمنٹ کے باعث عرصہ دو سے پانچ سال سے خالی ہوئیں تاہم طلباء و طالبات کی تعلیمی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے ان خالی اسامیوں پر کالج ٹیچر انٹرنز (CTIs) رکھے گئے ہیں جو طلباء و طالبات کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ بعد ازاں گریڈ 17 کی اسامیوں کی سفارشات محکمہ اعلیٰ تعلیم پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھجوائے گا اور مستقل بنیادوں پر ان خالی اسامیوں کو پُر کر لیا جائے گا۔

(ج) متذکرہ بالا کالجوں کی عمارات اور ان کی حالت کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہارون آباد کے کالج کی لائبریری کی مرمت کی ضرورت ہے جس پر کام کیا جا رہا ہے۔

(د)

(i) گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ کالج فار بوائز ہارون آباد میں طلباء کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر لائبریری بلڈنگ میں توسیع اور چار واش رومز کی ضرورت ہے۔ محکمہ کی طرف سے صوبہ پنجاب کے تمام پبلک کالجز میں عدم دستیاب سہولیات کا تخمینہ لگایا جارہا ہے اور یہ سہولیات ترجیحی بنیادوں پر فراہم کی جائیں گی۔

(ii) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین ہارون آباد میں خواتین اساتذہ کے بچوں کے لئے ڈے کیئر سینٹر درکار ہے محکمہ کی طرف سے صوبہ پنجاب کے تمام پبلک کالجز میں عدم دستیاب سہولیات کا تخمینہ لگایا جارہا ہے اور یہ سہولت بھی ترجیحی بنیادوں پر فراہم کی جائے گی۔

(ہ)

(i) گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ پوسٹ گریجویٹ کالج ہارون آباد کو سال 20-2019میں تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی و ٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ50.58 ملین روپے کا بجٹ دیا گیا جس میں سے 48.10 ملین خرچ ہوچکا ہے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا95 فیصد بنتا ہے۔

(ii) گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین ہارون آباد کو سال 20-2019میں تنخواہوں اور دیگر اخراجات(بجلی و ٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں 44.87ملین روپے کا بجٹ دیا گیا جس میں سے 39.24 ملین خرچ ہو چکا ہے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا90 فیصد بنتا ہے

(iii) گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس ہارون آباد کو سال20-2019میں تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی و ٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد مبلغ10.68 ملین روپے کا بجٹ دیا گیا جس میں10.31 ملین خرچ ہو چکا ہے جو کہ ٹوٹل بجٹ کا 98فیصد بنتا ہے۔

(و)

(i) گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ کالج فار بوائز ہارون آباد میں فی الحال بس کی ضرورت نہیں ہے طلباء کی ڈیمانڈ کی صورت میں مزید غور کیا جاسکتا ہے۔

(ii) گورنمنٹ ڈگری کالج خواتین ہارون آباد میں طالبات کی پک اینڈ ڈراپ کی سہولت کے لئے گورنمنٹ آف پنجاب کی طرف سے دو بسیں فراہم کی جاچکی ہیں۔

(iii) گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس ہارون آباد میں طلباء کی زیادہ تر تعداد مقامی ہونے کی وجہ سے فی الحال بس کی ضرورت نہ ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! جز (ب) میں میرا سوال تھا کہ ان کالجوں میں ٹیچنگ کیڈر کی کون کون سی اسامیاں کب سے خالی ہیں اور ان کو پُر نہ کرنے میں کیا کیا عوامل حائل ہیں؟ اس کے جواب میں گورنمنٹ رضویہ اسلامیہ کالج کے حوالے سے گریڈ کے حساب سے منظور شدہ اور خالی اسامیوں کے بارے میں بتایا گیا ہے لیکن آپ نے تفصیل نہیں دی کہ کون کون سے سبجیکٹس کے کون کون سے ٹیچرز وہاں پر موجود نہیں ہیں۔ اگر منسٹر صاحب اس پر روشنی ڈال سکیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں کچھ چیزیں آپ کے علم میں لے آؤں۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! معزز ممبر جو سبجیکٹ وار پوچھ رہے ہیں واقعی محکمے نے جواب میں اس کی تفصیل نہیں دی لیکن انہوں نے جو سوال پوچھا تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے۔ معزز ممبر کو بھی پتا ہے کہ ان کی ہی گورنمنٹ کے دور میں بہت ساری اسامیاں خالی تھیں اور انہیں CTIs کے ذریعے پُر کیا جاتا رہا ہے اور ابھی بھی وہی process continue ہے جب تک ہم PPSC کے through hiring نہیں کرتے۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ میرا سوال تو سبجیکٹ وار ہی تھا۔

جناب چیئرمین: .Order in the House جی، چودھری مظہر اقبال! آپ بات کریں۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! میں نے بالکل particularly سوال کیا تھا کہ سبجیکٹ وار بتائیں لیکن میں آپ کو بتاتا چلوں کہ گورنمنٹ رضویہ کالج برائے طلباء میں ٹیچنگ سٹاف کی 54 اسامیوں میں سے پچیس اسامیاں خالی ہیں اور یہ جو پچیس اسامیاں خالی ہیں یہ ساری فزکس، کیمسٹری، کمپیوٹر سائنسز، انگلش اور اکنامکس جیسے اہم سبجیکٹس میں صرف ایک ایک استاد موجود

ہے اور باقی ساری اسامیاں خالی ہیں۔ آپ جو کالج ٹیچر انٹر نز(CTIs) کی بات کرتے ہیں ان کی appointments کرتے کرتے آپ اکتوبر یا نومبر تک لے جاتے ہیں جبکہ کالجز اگست میں شروع ہو جاتے ہیں۔ ابھی تو COVID-19 کی وجہ سے سارے معاملات رُکے ہوئے ہیں۔ ہم گورنمنٹ کے کالجوں کو 50/40 بلین روپے دے رہے ہیں لیکن ان کالجوں کی حالت یہ ہے کہ وہاں پر بچے داخل ہی نہیں ہوتے کیونکہ اساتذہ کی کمی ہے۔ اسی وجہ سے اکیڈمیاں اور پرائیویٹ کالجز بڑھ رہے ہیں۔ کروڑوں روپے خرچ کرنے کے باوجود بھی ہمارے گورنمنٹ کالجوں کی کوئی effectivity نہیں ہے۔ اس سلسلے میں آپ گزشتہ حکومتوں کو مورد الزام ٹھہراتے رہتے ہیں حالانکہ ہم سب اس کے ذمہ دار ہیں۔ پی ٹی آئی کے منشور کے مطابق موجودہ حکومت کی اس حوالے سے کوئی expertise مجھے نظر نہیں آتی۔ یہ سارے ادارے بالکل غیر فعال ہو چکے ہیں۔ ان کالجوں کی عمارتیں موجود ہیں، کئی کئی ایکڑز ان کا ایریا ہے اور ہم ان عمارتوں کی maintenance بھی کر رہے ہیں لیکن ان کی کوئی output ہمیں نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! مجھے وزیر ہائر ایجوکیشن یہ بتائیں کہ ان کالجوں میں اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے حوالے سے پی ٹی آئی کی حکومت کیا لائحہ عمل اختیار کر رہی ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! معزز ممبر بالکل درست فرما رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں ہائر ایجوکیشن کے تعلیمی اداروں کے لئے اربوں روپے کی بلڈنگز تعمیر کی گئی ہیں لیکن ان میں اساتذہ کی کمی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ پنجاب پبلک سروس کے ذریعے فوری طور پر اساتذہ کو بھرتی کیا جائے۔ ان کالجوں یا تعلیمی اداروں میں جب تک اساتذہ نہیں ہوں گے تو طالب علم proper طریقے سے تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ ہم نے اساتذہ کی بھرتی کے لئے پبلک سروس کمیشن کو ریکوزیشن بھجوا دی ہے۔ پچھلے سال بھی ہم ان اساتذہ کو بھرتی کرنا چاہتے تھے لیکن فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اجازت نہیں مل سکی۔ اس سال ہم اساتذہ کو بھرتی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں معزز ممبر کے ساتھ متفق ہوں کہ جب تک اساتذہ کی یہ اسامیاں پُر نہیں ہوں گی اس وقت تک کالجز ٹھیک چل سکتے اور نہ ہی طالب علم proper طریقے سے تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ پورے صوبے کا مسئلہ ہے۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو پتا ہے کہ بی اے ختم کر دیا گیا ہے اور سارے ڈگری کالجوں میں چار سالہ بی ایس کے پروگرام شروع کئے جارہے ہیں یعنی چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام شروع کیا جارہا ہے۔ پہلے انٹر کرنے کے بعد دو سال میں بچے گریجویٹ ہو جاتے تھے۔ اس کو ختم کر کے چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرامز شروع کئے جارہے ہیں۔ اساتذہ کی کمی اور باقی لوازمات نہ ہونے کی وجہ سے اس پروگرام پر کیسے عملدرآمد ممکن بنایا جا سکتا ہے اور اس بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟ پرائیویٹ کالجوں کی صورتحال بھی آپ کے سامنے ہے کہ وہ پچھلے پانچ مہینے سے بند ہیں اور ابھی مزید دو مہینے شاید بند رہیں گے۔ کیا ان کی financial assistance کے لئے حکومت کوئی اقدام اُٹھا رہی ہے؟ یہ پرائیویٹ تعلیمی ادارے 80 فیصد تعلیمی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔ وزیر پرائمری و سیکنڈری ایجوکیشن اور وزیر ہائر ایجوکیشن اپنی ہر تقاریر میں ہمیشہ ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو let down کرتے ہیں۔ پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کو تنخواہیں نہیں مل رہیں۔ ان میں سے کچھ تعلیمی اداروں کے پاس کرائے کی عمارتیں ہیں۔ صوبے کے 80 فیصد بچے ان پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں میں پڑھ رہے ہیں۔ حکومت نے COVID-19 کے باعث متاثر ہونے والے ان تعلیمی اداروں کو کیا financial assistance دی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! معزز ممبر کا پہلا سوال pertinent ہے لیکن ان کا دوسرا fresh question بنتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی ہاں! دوسرا fresh question بنتا ہے لیکن اگر آپ اس بابت کوئی وضاحت کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! جناب سپیکر! چار سالہ بی ایس پروگرام اس لئے شروع کیا گیا ہے کہ پہلے جو گریجویٹ پروگرام یعنی بی اے چل رہا تھا دنیا کے دوسرے ممالک میں اس کو بیچلر پروگرام تسلیم نہیں کیا جاتا۔ بہت عرصہ پہلے ہائر ایجوکیشن کمیشن نے یہ فیصلہ کر دیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ 2011 میں چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام شروع کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر! میں تنقید نہیں کر رہا لیکن سابقہ حکومتوں نے دس سال ضائع کر دیئے اور تمام جامعات اور ڈگری کالجوں میں چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام شروع نہیں کئے جا سکے۔ البتہ صوبہ خیبر پختونخوا میں زیادہ تر کالجوں میں بی ایس ڈگری پروگرام شروع ہو گئے تھے جبکہ صوبہ پنجاب کے بہت کم کالجوں میں بی ایس ڈگری پروگرام شروع ہو سکے ہیں۔

جناب سپیکر! ایچ ای سی نے last year finally warn کیا کہ آپ فوری طور پر دو سالہ ڈگری پروگرام کو ختم کریں۔ ہائر ایجوکیشن میں سب سے اہم چیز کوالٹی ہے۔ آپ زیادہ گریجوایٹس پیدا کر دیں گے تو ان کو نوکریاں نہیں ملیں گی کیونکہ جب تک آپ کی human resource کی کوالٹی improve نہیں ہو گی اس وقت تک آپ کبھی بھی صحیح track پر نہیں جا سکتے۔ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام کم رکھے جائیں۔

جناب سپیکر! دو سالہ ایسوسی ایٹ ڈگری بھی کروائی جائے گی۔ یہ ایسی ڈگری ہوتی ہے کہ جس میں دو سال کے بعد exit لے کر طالب علم job حاصل کر سکتے ہیں اور if you think good economically تو پھر آپ چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام میں credit transfer کروا سکتے ہیں۔ اس حوالے سے ہم نے ہوم ورک مکمل کر لیا ہے اور مجھے پوری امید ہے کہ اس سال یہ سکیم launch ہو جائے گی اس کے لئے ایک proper mechanism بنایا گیا ہے۔ اگر آپ حکم کریں گے تو میں اس بارے میں معزز ممبران کو تفصیلی presentation دے دوں گا۔ ہم نے یونیورسٹیوں کو بتا دیا ہے کہ انہوں نے یہ پروگرامز کس طرح شروع کرنے ہیں۔ COVID-19 کی وجہ سے اس میں کچھ delay ہوئی ہے ورنہ یہ پروگرام ابھی تک announce ہو چکا ہوتا۔

جناب سپیکر! معزز ممبر نے دوسری بات یہ کہی ہے کہ جب فیکلٹی پوری نہیں ہو گی تو پھر آپ یونیورسٹی لیول کی ڈگری کیسے دیں گے؟ ہمارے پاس جو resources available ہیں ہم نے انہی limited resources میں رہ کر کام کرنا ہے اور یہی challenge ہوتا ہے۔ اگر ہمارے پاس free money available ہوتی تو شاید ہم اب تک اپنی فیکلٹی پوری کر چکے ہوتے۔ ہم نے ٹرانسفر open کی ہے یعنی ہائر ایجوکیشن کے سٹاف میں سے کسی نے ایم فل یا پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہوئی ہے اور وہ چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام میں پڑھانا چاہتے ہیں تو پہلے ان کو وہاں ٹرانسفر کر دیں گے۔ اب 96 کالجوں میں چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام شروع

ہو چکا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ پہلے ان کالجوں میں سٹاف کی کمی پوری کی جائے۔ چونکہ ہمارے پاس limited resources ہیں تو فی الحال دو سالہ ایسوسی ایٹ پروگرام والے ادارے میں CTIs کے ساتھ گزارہ کیا جائے گا۔

جناب سپیکر! Of course میں یہ نہیں کہہ رہا کہ اس سے کوالٹی بہت زبردست ہو جائے گی لیکن جب فیکلٹی مکمل ہو جائے گی تو دونوں پروگرام اپنی اپنی جگہ بہتر ہو جائیں گے۔

It's a long process and depending upon resources.

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ منسٹر صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ وضاحت کر دی ہے۔ چودھری مظہر اقبال! آپ کا جو relevant question تھا اس کے علاوہ بھی انہوں نے detail بتا دی ہے۔

چودھری مظہر اقبال: جناب سپیکر! انہوں نے جو دو سالہ ایسوسی ایٹ ڈگری پروگرام شروع کیا ہے وہ انہوں نے اسی بی اے کی ڈگری کو ہی ADS / ADP کا نام دے دیا ہے، آپ اس کو سمسٹر سسٹم میں نہیں لے کر گئے اور یہ چار سالہ بی ایس ڈگری پروگرام میں extendable نہیں ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ You have done nothing.

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ایم فل اور پی ایچ ڈی اساتذہ کی لاہور میں تو availability ہو سکتی ہے لیکن دوسرے اضلاع میں ان کی availability ممکن نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے کالجوں میں جو مسنگ فسیلٹیز ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے بھی منسٹر صاحب ہمیں بتا دیں اور ہمارے جن کالجوں میں بسیں میسر نہیں ہیں ان کو یہ بسیں کب تک مہیا کی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! معزز ممبر نے کہا ہے کہ بی اے کی ڈگری کا نام تبدیل کر کے ایسوسی ایٹ ڈگری رکھ دیا گیا ہے۔ وہ صرف پہلے سال کے لئے ایچ ای سی کی طرف سے ایک makeshift arrangement تھا اور اس کا انہوں نے ایک میکنزم بنایا ہے کہ کیسے credit transfer ہو جائیں گے۔ اس سال سے ہم

properایسو سی ایٹ ڈگری پروگرام شروع کرنے جارہے ہیں جو کہ دو سالہ پروگرام کی spirt میں ڈگری ہوگی اور یہ issueتو اس طریقے سے sort outہو جائے گا۔

جناب سپیکر! ظاہر ہے کہ transition periodمیں تو فیکلٹی کو سمجھ آرہی ہے اور نہ ہی متعلقہ وائس چانسلر سمجھ رہے ہیں کیونکہ کسی نے دیکھا ہوا نہیں کہ دنیا میں ایسو سی ایٹ پروگرام کیسے چلتا ہے۔ اس کو implementکرنے میں problemsتو در پیش ہیں لیکن یہ challenges ہیں جن کو ہم قبول کریں گے۔ جب آپ changeکی بات کرتے ہیں تو پھر challengesکو قبول کرنا پڑتا ہے۔ انشاءاللہ ہم ان problemsپر قابو پالیں گے۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اگلا سوال نمبر4098جناب محمد وارث شاد کا ہے۔۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose ofکیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد الیاس کا ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! سوال نمبر4212، ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب محمد الیاس کے ایماء پر طبع شُدہ سوال دریافت کیا)

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز کی ایک ضلع میں مدت تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

*4212: **جناب محمد الیاس:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز کی ایک جگہ پر مدت تعیناتی کیا ہے اور ایک آفیسر ایک ضلع میں مسلسل کتنے سال تک تعینات رہ سکتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ ماہ مختلف ڈویژن اور اضلاع کے ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز تبدیل کر دیئے گئے ہیں؟

(ج) کون کون سے اضلاع کے ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز مجوزہ مدت کے بعد بھی ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں کیا حکومت ان کی جگہ نئے افسران کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں):

(الف) ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز کی مدت تعیناتی تین سال ہے۔

(ب) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے بہتر کارکردگی نہ دکھانے پر تمام ڈائریکٹرز کالجز اور کچھ ڈپٹی ڈائریکٹرز تبدیل کر دیئے ہیں۔ ان کی جگہ میرٹ پر باصلاحیت آفیسرز کا تقرر کر دیا جائے گا۔

(ج) مندرجہ ذیل ڈپٹی ڈائریکٹرز کی مدت تعیناتی (تین سال) ختم ہو چکی ہے:۔

1۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، لودھراں
2۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، چنیوٹ
3۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، فیصل آباد
4۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، بہاولپور
5۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، رحیم یار خان
6۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، راجن پور
7۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، بہاولنگر
8۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، نارووال
9۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، اٹک
10۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، خوشاب
11۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کالجز، شیخوپورہ

ان کو بھی ڈپٹی ڈائریکٹرز کے عہدوں سے ہٹایا جا رہا ہے ان کی جگہ جلد اہل افسران کی تعیناتی میرٹ پر کر دی جائے گی۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ محکمہ ہائر ایجوکیشن نے بہتر کارکردگی نہ دکھانے پر تمام ڈائریکٹرز کالجز اور کچھ ڈپٹی ڈائریکٹرز تبدیل کر دیئے ہیں۔ ان کی جگہ میرٹ پر باصلاحیت آفیسرز کا تقرر کر دیا جائے گا۔ منسٹر صاحب مجھے اس کی کوئی timeline بتا دیتے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں یہ کہنا چاہوں گی کہ انہوں نے ان اضلاع کے ڈپٹی ڈائریکٹرز کے بارے میں بتایا کہ ان کی performance کی بنیاد پر ان کو ان اضلاع سے ہٹایا جا رہا ہے تو انہوں نے کوئی ایسا میکنزم پلان کیا ہے کہ جب تک نئے لوگ نہیں آئیں گے تب تک یہ over sight کون کرے گا؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! محترمہ کا پہلا سوال ڈائریکٹر کالجز کے بارے میں تھا۔COVID-19 شروع ہونے سے پہلے ڈائریکٹر کالجز کا process complete تھا۔ مارچ میں باقاعدہ اُن کے tests & interviews ہونے تھے تو وہ ہمیں postpone کرنا پڑا لیکن اب چونکہ academic year ستمبر میں شروع ہو گا تو اُس سے پہلے یہ appointments ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر! محترمہ کے دوسرے ضمنی سوال کا جواب یہ ہے کہ حکومت نے ابھی تک ہمارے محکمہ کو open نہیں کیا لیکن ہماری پوری کوشش ہے کہ ہم as soon as possible ان کی appointments کا process start کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 4213 بھی جناب محمد الیاس کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ اقبال کا ہے۔ جی، محترمہ! سوال نمبر بولیں!

محترمہ عائشہ اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 4257 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونیورسٹی آف گجرات کا

یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے الحاق اور فیس سٹرکچر سے متعلقہ تفصیلات

*4257: **محترمہ عائشہ اقبال:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یونیورسٹی آف گجرات، یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے الحاق شدہ ہے نیز الحاق کے طریق کار سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا دونوں یونیورسٹیوں کا فیس سٹرکچر ایک جیسا ہونا لازمی ہے متذکرہ بالا یونیورسٹیوں کا فیس ڈھانچہ کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یونیورسٹی آف گجرات فیسوں کی مد میں حاصل ہونے والی رقوم کا کچھ حصہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو ادا کرتی ہے؟

(د) کیایونیورسٹی آف گجرات سے فارغ التحصیل طالب علموں کو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سند جاری کرتی ہے اور کیا اس ضمن میں طالب علموں سے کچھ فیس بھی وصول کی جاتی ہے تو تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یونیورسٹی آف گجرات ایک خود مختار ادارہ ہے، تاہم یونیورسٹی مذکورہ کے زیر انتظام چلنے والا نواز شریف میڈیکل کالج، یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے صرف ڈگری کے اجراء کے لئے الحاق شدہ ہے۔ الحاق کا طریق کار ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی، نہیں۔ دونوں یونیورسٹیوں کا فیس سٹرکچر ایک جیسا ہونا لازمی نہ ہے۔ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کا فیس ڈھانچہ برائے میڈیکل سٹوڈنٹس ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ فیس ڈھانچہ یونیورسٹی آف گجرات کے زیر انتظام چلنے والے نواز شریف میڈیکل کالج پر لاگو نہ ہے نیز یونیورسٹی آف گجرات کا فیس ڈھانچہ ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا ہے۔

(ج) یونیورسٹی آف گجرات کے مطابق مذکورہ یونیورسٹی، میڈیکل سٹوڈنٹس کی فیسوں کی مد میں حاصل ہونے والی رقوم کا 5.5 فیصد حصہ یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کو ادا کرتی ہے۔

(د) یونیورسٹی آف گجرات کے مطابق یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز، نواز شریف میڈیکل کالج سے فارغ التحصیل طالب علموں کو سند جاری کرتی ہے اور اس ضمن میں طالب علموں سے کوئی فیس وصول نہیں کی جاتی۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ اقبال: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ:

"جس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ فیس ڈھانچہ یونیورسٹی آف گجرات کے زیر انتظام چلنے والے نواز شریف میڈیکل کالج پر لاگو نہ ہے۔"

جناب سپیکر! وزیر موصوف بتا دیں کہ اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ کا ضمنی سوال متعلقہ نہیں ہے اس کے لئے fresh question بنتا ہے۔

محترمہ عائشہ اقبال: جناب سپیکر! چلیں، میں fresh question ڈال دوں گی۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد افضل گِل کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں!

جناب محمد افضل گِل: جناب سپیکر! سوال نمبر 4521 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل حاصل پور میں ہائر ایجوکیشن

کے اداروں اور سہولیات کی عدم دستیابی سے متعلقہ تفصیلات

*4521: **جناب محمد افضل گل:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) تحصیل حاصل پور ہائر ایجوکیشن کے کتنے ادارے ہیں؟

(ب) ان اداروں کے لئے مالی سال 19-2018 اور 20-2019 میں کتنے فنڈز جاری کئے گئے؟

(ج) ان اداروں میں مسنگ فسیلٹیز کی صورتحال کیا ہے اور ان کو کب پورا کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) تحصیل حاصل پور میں محکمہ ہائر ایجوکیشن کے کل چار ادارے ہیں:

1. گورنمنٹ ڈگری کالج حاصل پور۔
2. گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین حاصل پور۔
3. گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس حاصل پور۔
4. گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چھوناوالا حاصل پور۔

(ب) تحصیل حاصل پور کے اداروں کے فنڈز کی تفصیل بمطابق پفرا ویب سائٹ درج ذیل ہے۔

(1) گورنمنٹ ڈگری کالج حاصل پور۔

(الف) سال19-2018 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ27.232 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(ب) سال20-2019 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ27.522 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(2) گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین حاصل پور۔

(الف) سال19-2018 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ46.820 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(ب) سال20-2019 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ43.313 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(3) گورنمنٹ انسٹیٹیوٹ آف کامرس حاصل پور۔

(الف) سال19-2018 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ10.912 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(ب) سال20-2019 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ11.086 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(4) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین چھونا والا حاصل پور۔

(الف) سال19-2018 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ10.590 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(ب) سال20-2019 میں ادارے کو تنخواہوں اور دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں مبلغ8.697 ملین کا بجٹ دیا گیا۔

(ج) تمام اداروں میں طلباء طالبات کو ضروری سہولیات فراہم کر دی گئی ہیں کسی طالبعلم یا طالبہ یا ان کے والدین کی طرف سے کوئی شکایت وصول نہیں ہوئی ہے۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن اعلی تعلیم کے فروغ میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد افضل گِل: جناب سپیکر! جز (ج) میں وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ تمام اداروں میں طلباء و طالبات کو ضروری سہولتیں فراہم کر دی گئی ہیں اور کسی طالب علم یا والدین کی طرف سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ میں نے یہ سوال مسنگ فسیلٹیز کے بارے میں کیا تھا۔ میرے حلقے کے کسی کالجز میں میٹھا پانی موجود نہیں ہے۔ گرلز پوسٹ گریجویٹ کالج میں لیکچر تھیٹر، امتحانی ہال اور بھی بہت سی فسیلٹیز موجود نہیں ہیں لیکن انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ وہاں پر سب کچھ موجود ہے۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ اُن کالجز میں کب تک میٹھا پانی مہیا کر دیا جائے گا؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! ممبر موصوف کی observation بالکل درست ہے اور میں نے بھی محکمہ سے کہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہاں پر ہر چیز ٹھیک ہو۔ انہوں نے جو چیزیں پوائنٹ آؤٹ کی ہیں ہم انشاءاللہ فوری ان کو اس کا جواب دیں گے۔

جناب چیئرمین: جناب محمد افضل گِل! جس جواب سے آپ مطمئن نہیں ہیں، وزیر موصوف بھی اُس جواب سے مطمئن نہیں ہیں وہ آپ کے ساتھ ہیں اور وہ اس مسئلے کی انکوائری کریں گے۔

جناب محمد افضل گِل: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جی، اگلا سوال نمبر 4534 محترمہ فائزہ مشتاق کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ اقبال کا ہے۔ جی، محترمہ! سوال نمبر بولیں۔

محترمہ عائشہ اقبال: جناب سپیکر! سوال نمبر 4548 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈز کے امتحانات میں پرچہ جات کی چیکنگ کے لئے اساتذہ کی تعیناتی کے معیار سے متعلقہ تفصیلات

*4548: **محترمہ عائشہ اقبال:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈز کے امتحانات میں پرچہ جات بنانے اوران کی چیکنگ کے لئے اساتذہ کرام کے لئے کس قابلیت اور تعلیمی معیار کو مد نظر رکھا جاتا ہے؟

(ب) امتحانی مراکز میں نگرانی پر مامور سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کے لئے کیا معیار رکھا جاتا ہے؟

(ج) حکومت نے ثانونی اور اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈز کے زیر سرپرست قائم امتحانی مراکز میں نقل کی روک تھام اور بوٹی مافیا کے خلاف کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں):

(الف) بورڈز میں پرچہ جات بنانے کے لئے بورڈ قوانین کے مطابق کم از کم دس سالہ متعلقہ کلاس اور مضمون کو پڑھانے کا تدریسی تجربہ کے حامل اساتذہ(Secondary School Teacher, Subject Specialist, Senior Subject Special, Assistant Professor, Associate Professor) کو پیپر سیٹر لگایا جاتا ہے پرچہ جات / جوابی کاپیوں کو چیک کرنے کے لئے بورڈ قوانین کے مطابق کم از کم سات سالہ متعلقہ کلاس اور مضمون کو پڑھانے کا تدریسی تجربہ کے حامل (Secondary School Teacher, Subject Specialist, Senior Subject Specialist, Assistant Professor, Associate Professor) اساتذہ ہیڈ ایگزامینر اور کم از کم دو سالہ متعلقہ کلاس کو پڑھانے کا تجربہ کے حامل اساتذہ کو سب ایگزامینر لگایا جاتا ہے نیز درج بالا اساتذہ کے نام ہر سال بورڈ قوانین کے مطابق مجوزہ کمیٹی / کمیٹی آف کورسز مہیا کرتی ہے جسے ضروری جانچ پڑتال کے بعد تقرری کمیٹی فائنل کرتی ہے۔

(ب) امتحانات میں جن اساتذہ کرام کی ڈیوٹی بطور سپرنٹنڈنٹ / ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ لگائی جاتی ہے وہ ڈائریکٹر کالجز، سی ای او ایجوکیشن، ڈی ای او سیکنڈری اور متعلقہ سربراہ ادارہ کی جانب سے Recommended List کے مطابق محنتی، دیانتدار اور اچھی شہرت رکھنے والے اساتذہ کرام جو بطور Lecturer, Secondary School Teacher,

Subject Specialist, Senior Subject Specialist کی تعیناتی کی جاتی ہے۔

(ج) اعلیٰ و ثانوی تعلیمی بورڈز میں نقل اور بوٹی مافیا کی روک تھام کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جاتے ہیں۔

i. امتحانی سنٹرز میں عملی طور پر ہمہ قسم کی اندرونی و بیرونی مداخلت کی روک تھام کے لئے جوابی کاپیوں و دیگر دفتری میٹریل کی حفاظت اور فول پروف سکیورٹی کے لئے الگ محفوظ کمرہ اور ادارہ ہذا کے مسلح سکیورٹی گارڈ کی تعیناتی کی جاتی ہے۔

ii. امتحانی سنٹرز کی انسپکشن کی ابتداء متعلقہ بنک اور سوالیہ پرچہ کھولنے سے شروع ہو جاتی ہے۔

iii. سوالیہ پرچہ جات کو محفوظ کرنے کے لئے جملہ امیدواران کو امتحان شروع ہونے سے 30 منٹ قبل امتحانی مرکز میں seating plan کے مطابق نشستوں پر بٹھا دیا جاتا ہے۔

iv. سوالیہ پرچہ جات کو محفوظ کرنے کے لئے ایک ای۔میل ایڈریس بنایا گیا ہے جس پر سربراہ ادارہ کو پابند کیا جاتا ہے کہ وہ امتحان شروع ہونے سے پانچ منٹ قبل سوالیہ پرچہ کے بند لفافہ کی تصویر بنا کر بورڈ کو ای میل کرے مزید سوالیہ پرچہ جات کے لفافے ڈسٹری بیوٹنگ انسپکٹر اور ریذیڈنٹ انسپکٹر کی موجودگی میں کھلوائے جاتے ہیں۔

v. امتحانی سنٹرز کو closely monitor کرنے کے لئے چیئرمین سپیشل سکواڈ، موبائل انسپکٹر اور سپیشل انسپکٹر کو تعینات کیا جاتا ہے۔

vi. حساس امتحانی مراکز کو خصوصی طور پر جناب چیئرمین، کنٹرولر امتحانات اور بورڈ آفیسرز چیک کرتے ہیں۔

vii. کنٹرولر امتحانات کے دفتر میں ایک شکایت سیل کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے جو موصولہ شکایات کا فوری ایکشن لیتا ہے بعض سنگین شکایات پر امتحانی عملہ کو ہٹا کر ان کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ عائشہ اقبال: جناب سپیکر! میرا چھوٹا سا ایک ضمنی سوال ہے کہ جو ٹیچرز پیپر چیک کرتے ہیں وہ سنٹرز میں چیک کرتے ہیں یا اُنہیں پیپرز گھر لے کر جانے کی اجازت ہوتی ہے؟

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! سنٹرز میں پیپر چیک کئے جاتے ہیں کسی کو پیپر گھر لے کر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ COVID-19 کی وجہ سے کچھ لوگوں نے پیپر گھر لے جا کر چیک کرنے کی اجازت مانگی تھی لیکن ان حالات میں بھی یہ اجازت نہیں دی گئی۔

جناب چیئرمین: جی، اگلا سوال محترمہ راحیلہ نعیم کا ہے۔ جی، محترمہ! سوال نمبر بولیں!

محترمہ راحیلہ نعیم: جناب سپیکر! سوال نمبر 4727 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ کالج یونیورسٹی میں انٹر کیفے
اور پی جی کیفے میں حفظان صحت کے اصولوں کی خلاف ورزی سے متعلقہ تفصیلات

*4727: **محترمہ راحیلہ نعیم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی (GCU) میں کتنی کینٹین ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ Inter cafe اور PG Cafe میں صفائی کا ناقص انتظام ہے؟

(ج) کیا یہ بات درست ہے کہ Inter cafe کے اندر یونیورسٹی ٹوائلٹ موجود ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں Cafe میں سٹاف کسی قسم کا Hair cap اور Gloves استعمال نہیں کرتے؟

(ر) ان Cafe کا ٹھیکہ کن شرائط پر دیا گیا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور میں چار کینٹینیں ہیں۔

(ب) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے مطابق یہ درست نہ ہے۔Cafe میں صفائی ستھرائی کے حوالے سے خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں اور پنجاب فوڈ اتھارٹی کے SOPs پر مکمل طور پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔

(ج) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے مطابق طالب علموں کے لئے مختص یونیورسٹی ٹوائلٹ کیفے ٹیریا کے اندر نہیں ہیں۔

(د) گورنمنٹ کالج یونیورسٹی لاہور کے مطابق یہ درست نہ ہے۔ سٹاف SOPs کی مکمل پابندی کرتے ہوئے hair cap اور gloves استعمال کرتے ہیں۔

(ہ) جن شرائط پر ٹھیکہ دیا ہے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ نعیم: جناب سپیکر! وزیر موصوف سے میرا ضمنی سوال ہے کہ جز (ب، ج اور د) کے جواب کے حوالے سے میرے شدید تحفظات ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ نے ان کا جواب غلط دیا ہے۔ کورونا سے پہلے میں یونیورسٹی میں موجود تھی جہاں میں نے خود دیکھا کہ Inter Cafe and PG Cafe کے اندر صفائی نہ ہونے کے برابر تھی اور ان cafes کے اندر toilets موجود ہیں اور ان toilets کے بالکل opposite, shake بن رہا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! محکمہ نے گورنمنٹ کالج یونیورسٹی کو visit کئے بغیر یہ جواب دے کر ہاؤس کو mislead کیا ہے اس وجہ سے اس کے اوپر میرے شدید تحفظات ہیں۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف آج ہی وہاں جا کر دیکھ لیں وہاں پر cafes کے اندر toilets موجود ملیں گے۔ محکمہ کے جواب میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ وہ hair caps and gloves پہنتے تھے تو یہ جواب بھی سراسر غلط ہے کیونکہ میں نے وہاں پر خود بیٹھ کر یہ دیکھا ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! اگر محترمہ نے خود دیکھا ہے تو یہ درست کہہ رہی ہوں گی۔ گورنمنٹ کالج یا کوئی بھی یونیورسٹی charterکے مطابق independent ہوتی ہے اور ہر حوالے سے vice chancellor responsible ہوتا ہے۔ انہوں نے اگر غلط جواب دیا ہے تو ہم اُن سے written explanation مانگ لیتے ہیں کہ انہوں نے کیوں غلط جواب دیا ہے کیونکہ وائس چانسلر ایک responsible position پر بیٹھے ہیں اور وہ کہتے بھی ہیں کہ ہمیں مکمل اتھارٹی دی جائے اور جب اتھارٹی کی بات ہوتی ہے تب حزب اختلاف کے ممبران اور ہماری سائیڈ کے ممبران بھی کہتے ہیں کہ بالکل ٹھیک ہے اُنہیں اتھارٹی دینی چاہئے۔ ہم اُن سے جب پوچھ نہیں سکتے تو پھر اس طرح کی حرکات کو ہم کیسے چیک کریں گے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! وزیر صاحب نے آپ کے سوال سے agree کیا ہے وہ next session میں اس کی رپورٹ ایوان میں دیں گے۔ اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ شکریہ

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! یونیورسٹیز والے تنخواہیں سرکار سے لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ autonomous bodies ہیں اس بات کا آپ کو بھی پتا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! وہ اپنے گھر سے پیسے لے کر آئیں۔ اپنی 4/2 ایکڑ زمین بیچ کر لائیں اور اپنی یونیورسٹی بنائیں۔ یہ competent minister ہیں تو ان معاملات کو دیکھیں۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 4791 محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔ ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میرے سوال کو pending کر دیا جائے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال نمبر 4794 بھی محترمہ حنا پرویز بٹ کا ہے۔ ان کی طرف سے request آئی ہے کہ میرے سوال کو pending کر دیا جائے لہٰذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال(جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال(جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! آپ نے اس سے پہلے جو سوال pending فرمایا ہے اس میں میری گزارش یہ ہے کہ میری بہن نے جس طرح سوال کیا ہے یہ سوال بنتا ہی نہیں تھا کیونکہ انہیں اپنے حلقے کے ساتھ اگر اتنی ہمدردی تھی تو وزیر موصوف سے براہ راست رابطہ کرتیں۔ اگر وہاں پر صفائی کا مناسب انتظام نہیں تھا تو کسی متعلقہ ادارے کے ساتھ رابطہ کر کے اس کا حل نکالا جا سکتا تھا۔ کسی کالج یا یونیورسٹی کے غُسل خانے میں اگر پانی نہیں ہے تو وہ سوال اسمبلی میں آئے گا تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس پر بھی تھوڑا سا غور کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آپ نے اس سوال کو pending فرما دیا ہے۔ آپ اس پر direction جاری کریں کہ محترمہ نے ان چیزوں کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے اُن چیزوں کو فوراً درست کیا جائے اور سوال dispose of کر دیں۔

جناب چیئرمین: جی، اس سوال پر رولنگ آ گئی ہے تو وزیر موصوف اس مسئلے کو حل کرا کے ایوان میں رپورٹ دے دیں گے اور سوالات بھی ختم ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں رجسٹرار کی اسامی پر
مطلوبہ اہلیت کے حامل افسران کی تعیناتی سے متعلقہ تفصیلات

*3186: **جناب ظہیر اقبال:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں رجسٹرار کی اسامی کب سے خالی ہے اس اسامی کا چارج (عارضی) کس کے پاس کب سے ہے اس کا موجودہ سکیل اور عہدہ کیا ہے؟

(ب) ڈپٹی رجسٹرار کی کتنی اسامیاں اس یونیورسٹی میں ہیں ان پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ تعلیمی قابلیت اور تجربہ بتائیں؟

(ج) ڈپٹی رجسٹرار کی اسامی پر تعیناتی کے لئے کیا تعلیم، تجربہ اور گریڈ ہونا لازمی ہے؟

(د) کیا حکومت اس یونیورسٹی کے رجسٹرار کی اسامی پر مطلوبہ تعلیم، تجربہ اور گریڈ کا حامل افسر تعینات کرنے اور ڈپٹی رجسٹرار کی اسامیوں پر تعینات غیر متعلقہ افسران کو ان کی اصل جگہ پر تعینات کرنے کا ارادہ ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) رجسٹرار کی اسامی مورخہ 26.08.2010 سے خالی ہے۔ اس اسامی کا عارضی چارج شہزاد علی گل، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ سیاسیات کے پاس مورخہ 26.10.2019 سے ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں ڈپٹی رجسٹرار کی کل گیارہ اسامیاں ہیں جن میں سے تین خالی ہیں اور آٹھ ڈپٹی رجسٹرار کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے مطابق ڈپٹی رجسٹرار کے عہدے پر تعینات ملازمین کا تجربہ یونیورسٹی قوانین کے عین مطابق ہے۔

(ج) ڈپٹی رجسٹرار کی اسامی کے لئے درج ذیل تعلیمی قابلیت و تجربہ ہونا لازمی ہے۔

"A graduate with five years administrative experience in a University or Education Department ".

تفصیل ضمیمہ (ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کے ایکٹ 1975 کے مطابق یونیورسٹی مذکورہ میں رجسٹرار کے تقرر کا اختیار سینڈیکیٹ کے پاس ہے، تاہم پنجاب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ صوبہ بھر کی سرکاری جامعات کو ہدایات کر چکا ہے کہ جامعات میں رجسٹرار، ناظم امتحانات اور خزانچی کی نشستوں پر جلد از جلد تقرر کیا جائے۔ مزید برآں، اسلامیہ یونیورسٹی میں رجسٹرار کی اسامی پر تعیناتی کے لئے سلیکشن بورڈ کی میٹنگ مورخہ 03.12.2019 کو ہو چکی ہے، جو کہ تکمیل کے مراحل میں ہے۔ تاہم ڈپٹی رجسٹرار کی اسامی پر فرائض انجام دینے والے تمام افسران اپنی اصل جگہ پر پہلے سے ہی تعینات ہیں۔

رحیم یار خان: خواجہ فرید یونیورسٹی کو
پچھلے چار سالوں میں فنڈز کے اجراء سے متعلقہ تفصیلات

* 3371: **سید عثمان محمود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) خواجہ فرید یونیورسٹی رحیم یار خان کو پچھلے چار سالوں میں سال وار کتنا فنڈ دیا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے پچھلے چار سالوں میں ہر سال خواجہ فرید یونیورسٹی رحیم یار خان کے فنڈز سے سالانہ تقریباً ایک ارب روپے کی کٹوتی کی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ فنڈز کی کمی کے باعث یونیورسٹی انتظامیہ طلباء کے لئے مختلف پروگرامز میں بے تحاشا فیسوں کا اضافہ کر کے فنڈز کی کمی کو پورا کرتی رہی ہے اس بابت تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) خواجہ فرید یونیورسٹی پچھلے چار سالوں میں دیئے گئے فنڈز کی تفصیلات درج ذیل ہے:

YEAR	RELEASE	ADP ALLOCATION
2014-15	792,218,000/-	792,218,000/-
2015-16	220,199,000/-	220,199,000/-
2016-17	2,247,223,000/-	2,247,223,000/-
2017-18	587,360,000/-	587,360,000/-
2018-19	-	-
مجموعی رقم	3,847,000,000/-	3,847,000,000/-

(ب) یہ بات درست نہ ہے۔ خواجہ فرید یونیورسٹی کو ترقیاتی فنڈز PC-I کے مطابق 3847 ملین روپے جاری کئے گئے ہیں۔ 20-2019 میں غیر ترقیاتی فنڈ کی مد میں 208 ملین روپے کی فراہمی کا معاملہ Cabinet کے سامنے پیش کیا جارہا ہے۔

(ج) یونیورسٹی کی جانب سے فیسوں میں بے تحاشا اضافے کا الزام درست نہ ہے۔ خواجہ فرید یونیورسٹی کی فیس دیگر یونیورسٹیوں سے کم ہے۔ خواجہ فرید یونیورسٹی جنرل یونیورسٹی نہ ہے بلکہ ایک انجینئرنگ یونیورسٹی ہے جس کی وجہ سے یونیورسٹی کی فیسیں جنرل یونیورسٹی کی نسبتاً زیادہ ہے تاہم دوسری انجینئرنگ اور ٹیکنیکل یونیورسٹیوں کی نسبتاً کم ہے۔

رحیم یار خان میں
یونیورسٹی آف ایجوکیشن کے سب کیمپس کے قیام سے متعلقہ تفصیلات

*3413: **سید عثمان محمود**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رحیم یار خان میں یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا کیمپس نہ ہے جس کی وجہ سے طلباء کا تعلیمی حرج ہو رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت رحیم یار خان میں یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا سب کیمپس قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یہ درست ہے کہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا سب کیمپس رحیم یار خان میں موجود نہ ہے۔ جہاں تک بات طلباء کے تعلیمی نقصان کے متعلق ہے تو اس ضمن میں عرض ہے کہ ضلع رحیم یارخان میں2014میں حکومت پنجاب کی جانب سے "خواجہ فرید یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی رحیم یارخان" کے نام سے پبلک سیکٹر یونیورسٹی قائم کی گئی تھی، جس میں اس وقت تقریباً ساڑھے آٹھ ہزار طلباء وطالبات علم حاصل کر رہے ہیں۔ مزید بر آں، رحیم یار خان میں اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کا سب کیمپس بھی موجود ہے۔

(ب) پنجاب حکومت سرکاری اور نجی یونیورسٹیز کے پہلے سے قائم سب کیمپسز کو بند کرنے یا انہیں نئی یونیورسٹی میں بدلنے پر کام کر رہی ہے لہٰذا رحیم یار خان میں ایجوکیشن یونیورسٹی کے سب کیمپس کی ضرورت نہ ہے۔

صوبہ میں پرائیویٹ کالجز میں
پروگرام کے لئے این او سی کے اجراء سے متعلقہ تفصیلات

*3495: **محترمہ کنول پرویز چودھری**: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں پرائیویٹ سکول اور کالجز دی پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشن)رولز 1984 کے تحت رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پرائیویٹ کالجز کی رجسٹریشن مذکورہ بالاضابطے کے تحت ڈی پی آئی کالجز کا اختیار ہے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو بی ایس پروگرام کے لئے HED کی جانب سے این او سی جاری کرنے کے نام پر ڈی پی آئی کالجز کا یہ اختیار کیوں سلب کیا گیا ہے جس سے شعبہ تعلیم سے وابستہ پرائیویٹ اداروں کا کام جاری رکھنا مشکل ہو گیا ہے بلکہ اس حکمنامے سے کرپشن کے عمل میں مزید اضافہ ہو گیا ہے؟

(د) کیا یہ عمل(Ease of Doing Business) کی دعویدار حکومت کے دعوؤں کے بالکل برعکس نہیں ہے اس کے ذمہ داران کون ہیں، اس کی تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) اس سال کتنے کالجز نے بی ایس پروگرام کے لئے اپلائی کیا کتنے اداروں کو این سی او جاری کیا گیا کس ادارے نے کس تاریخ کو اپلائی کیا اور کس تاریخ کو این او سی جاری کیا گیا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یہ درست ہے کہ نظامتِ تعلیماتِ عامہ پنجاب (کالجز) دی پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشن) رولز 1984 کے تحت نجی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کرتا ہے۔

(ب) جی ہاں! نظامتِ تعلیماتِ عامہ پنجاب (کالجز) دی پنجاب پرائیویٹ ایجوکیشن انسٹیٹیوشنز (پروموشن اینڈ ریگولیشن) رولز1984 کے تحت نجی تعلیمی اداروں کی صرف رجسٹریشن کرتا ہے۔

(ج) بی ایس پروگرام میں معیار کو برقرار رکھنے کے لئے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا گیا تھا جس کے مطابق صرف انہی نجی اور سرکاری تعلیمی اداروں کو این او سی جاری کیا جاتا ہے جن کے پاس مطلوبہ تعداد میں کتب، تحقیقی جرائد، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے حامل اساتذہ، تجرباتی آلات وغیرہ میسر ہیں۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نظامتِ تعلیمات عامہ پنجاب محکمہ ہائر ایجوکیشن کے تنظیمی ڈھانچے کا اہم حصہ ہے اور یہ نا صرف نجی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن کرتا ہے بلکہ اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ ان میں اساتذہ اور سہولیات ہائر ایجوکیشن کے نوٹیفکیشن کے عین مطابق ہوں۔ این او سی جاری کرنے کے عمل میں ہائر ایجوکیشن کمیشن کا بھی کلیدی کردار ہے جو دی پنجاب

ہائر ایجوکیشن کمیشن ایکٹ2014 کی شق نمبر(الف)10(ج) کے عین مطابق ہے تفصیل ضمیمہ (ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تعلیم کو کاروبار کی حیثیت نہیں دی جاسکتی اس بات کو یقینی بنانا ضروری ہے کہ نجی تعلیمی اداروں میں طالب علموں کا استحصال نہ کیا جائے اور انہیں سہولتیں میسر کی جائیں تاکہ وہ تعلیم کے حصول کے بعد ملکی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

(ہ) محکمہ ہائر ایجوکیشن نے ایسے کسی کالج کو این او سی جاری نہیں کیا جس نے اسی سال اپنی درخواست جمع کراوئی ہے۔

لاہور: یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں مختلف کلاسز میں داخلہ کے طریق کار سے متعلقہ تفصیلات

*3642: **چودھری اختر علی:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی میں کن کن کلاسز میں ایڈمشن دیئے جاتے ہیں؟

(ب) ہر کلاس میں داخلہ کے لئے علیحدہ علیحدہ کیا معیار اور طریق کار ہے؟

(ج) ہر کلاس میں کتنے طالب علموں کو داخلہ کی گنجائش ہے؟

(د) کتنے طالب علم اوپن میرٹ پر داخلہ لے سکتے ہیں اور کتنے طالب علموں کو کس کس دیگر بنیاد پر داخل کیا جاتا ہے؟

(ہ) Open میرٹ کے علاوہ داخل ہونے والے طالب علموں سے ماہانہ / سمسٹر وار کتنی فیس / ایڈمشن فیس وصول کی جاتی ہے؟

(و) کیا اس یونیورسٹی میں کسی طالب علم کو فیس معافی کی سہولت ہے تو اس کا طریق کار کیا ہے؟

(ز) فیس معافی کا اختیار کس کے پاس ہے اور وہ کتنی فیس معاف کر سکتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور طالب علموں کو بی ایس سی انجینئرنگ، بیچلر، ایم ایس سی انجینئرنگ، ایم فل سائنسز اور پی ایچ ڈی میں داخلہ دیتی ہے۔

(ب) ہر ڈگری میں داخلہ کا معیار یونیورسٹی کی statutory bodies سے منظور شدہ ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ہر شعبہ میں داخلہ کی گنجائش متعلقہ شعبے میں سیکشنز کی تعداد کے مطابق ہوتی ہے۔ عموماً ایک سیکشن چالیس سے پچاس طالب علموں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(د) ایسے تمام داخلے جو یونیورسٹی اشتہار دے کر خود کرتی ہے، وہ صرف اور صرف میرٹ پر ہوتے ہیں۔ ایم ایس سی، ایم فل اور پی ایچ ڈی میں تمام داخلہ ایک ہی بنیاد پر ہوتا ہے جبکہ بی ایس سی انجینئرنگ اور بیچلر کے شعبہ جات میں داخلہ کیٹیگری کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ہر کیٹیگری کی تفصیل اور اہلیت کا معیار ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، ہر کیٹیگری میں طالب علموں کی گنجائش ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) سال 2019 سے یونیورسٹی نے اپنی فیسوں پر نظر ثانی کی ہے، ماضی کے تمام داخلوں پر پرانی فیس ہی لاگو ہے۔ نظر ثانی شدہ فیس کا جدول ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) یونیورسٹی بہت بڑی تعداد میں طالب علموں کو اپنی آمدن سے اور اس کے علاوہ بیرونی اداروں کی معاونت سے سکالرشپ دیتی ہے جو جزوی یا مکمل فیس معافی کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ اوپن میرٹ میں داخل یتیم بچے، بلوچستان، ماضی کے FATA اور معذور بچوں کی مکمل فیس معاف ہے۔ یونیورسٹی کی سکالرشپ پالیسی ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) فیس معافی کا اختیار statutory bodies کی منظور شدہ پالیسی کے مطابق ہوتا ہے جو ضمیمہ (و) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یونیورسٹی آف گجرات میں
ریٹائرمنٹ اور مستعفی افسران سے متعلقہ تفصیلات

*3755: **محترمہ رابعہ نسیم فاروقی:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یونیورسٹی آف گجرات میں ماہ اگست 2019 سے 30- نومبر 2019 تک کتنی پوسٹیں خالی ہوئیں ان میں سے کتنی پوسٹیں ریٹائرمنٹ کی وجہ سے اور کتنی ملازمین کے استعفیٰ دینے کی وجہ سے خالی ہوئی تھیں؟

(ب) اس وقت کتنی پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور ان پر کب تک بھرتی کرلی جائے گی؟

(ج) کیا اسامیاں خالی ہونے کی وجہ سے تعلیم کے معیار پر کوئی اثر پڑتا ہے اگر نہیں تو کیسے تفصیلاً بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یونیورسٹی آف گجرات میں ماہ اگست 2019 سے 30- نومبر 2019 تک مندرجہ ذیل دو ملازمین نے استعفیٰ منظوری کے لئے جمع کروایا تھا جو مجاز اتھارٹی نے منظور کر لیا:

1- ڈائریکٹر ORIC 2- ٹیچنگ اسسٹنٹ

استعفیٰ کی وجہ سے یہ دو اسامیاں خالی ہیں نیز مذکورہ بالا مدت کے دوران کوئی ملازم ریٹائر نہیں ہوا۔

(ب) اس وقت ٹیچنگ کیڈر کی 45 اور نان ٹیچنگ کیڈر کی 215 پوسٹیں خالی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ رجسٹرار، یونیورسٹی آف گجرات کے مطابق جامعہ گجرات کی فنانس اینڈ پلاننگ کمیٹی کے مشورے پر بجٹ خسارے پر قابو پانے کے لئے خالی اسامیاں پُر نہیں کی گئیں لیکن عنقریب ان پر بھرتی کا عمل شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) اس وقت یونیورسٹی آف گجرات میں منظور شدہ تدریسی عہدوں میں سے 75.25 فیصد پُر ہیں۔ مزید یہ کہ یونیورسٹی خالی اور پُر اسامیوں کے مابین پائے جانے والے فرق کو ختم کرنے کے لئے تدریسی اسامیوں کا باقاعدگی سے اشتہار دیتی ہے۔ مالی سال 19-2018 کے دوران 21 بھرتی شدہ فیکلٹی ممبر یونیورسٹی میں شامل ہوئے ہیں۔

مزید برآں اسی عرصے کے دوران یونیورسٹی کے سلیکشن بورڈ نے یونیورسٹی میں 36 فیکلٹی ممبرز کی سفارش کی ہے۔ اس کی منظوری سینڈیکیٹ کی 37 ویں میٹنگ میں کی گئی ہے جو 03-09-2019 کو منعقد ہوئی تھی۔ رجسٹرار، یونیورسٹی آف گجرات کے مطابق محدود خالی اسامیوں کی وجہ سے تعلیمی معیار پر کوئی برا اثر نہیں پڑتا، چونکہ وزٹنگ ٹیچرز کی ہر سمسٹر میں بھرتی کی وجہ سے اس کمی کو پورا کر لیا جاتا ہے اور ان کی تعلیمی استعداد پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاتا۔ اس طرح تدریسی عمل، تعلیمی معیار کے اشاریوں کے عین مطابق جاری رہتا ہے۔

ڈیرہ غازی خان تعلیمی بورڈ میں
موجود لیپ ٹاپ کی عدم تقسیم سے متعلقہ تفصیلات

*3871: **محترمہ شاہینہ کریم:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان بورڈ کے گودام میں ہزاروں کی تعداد میں لیپ ٹاپ پڑے ہیں جو طلباء کو کسی وجہ سے نہ دیئے جا سکے؟

(ب) وہ کس حال میں ہیں کیا حکومت ان کو جلد از جلد طلباء کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ(جناب یاسر ہمایوں):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ڈیرہ غازی خان کے گودام میں اس وقت 247 لیپ ٹاپس موجود ہیں۔ جن کی تعداد درج ذیل ہے:

(i) ڈیرہ غازی خان بورڈ کے بقیہ لیپ ٹاپس کی تعداد 66

(ii) ڈائریکٹر آف ایجوکیشن (کالجز)

(iii) ڈیرہ غازی خان نے جو لیپ ٹاپس امانتاً رکھوائے ہیں ان کی تعداد: 181

(iv) کل موجود لیپ ٹاپس: 247

(ب) لیپ ٹاپس ڈبوں میں سیل بند موجود ہیں۔ لیپ ٹاپس کے استعمال کے لئے پالیسی محکمہ میں زیر غور ہے۔

چنیوٹ: پی پی۔95 میں

سرکاری کالجز کی تعداد اور خالی اسامیوں سے متعلقہ تفصیلات

***4008: سید حسن مرتضیٰ:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی۔95 چینوٹ میں سرکاری کالجز کتنے اور کہاں کہاں چل رہے ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد علیحدہ علیحدہ بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں کتنی اسامیاں ٹیچنگ اور نان ٹیچنگ کی منظور شدہ ہیں کتنی اور کس کس عہدہ کی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) ان کالجوں کے لئے کتنی رقم مالی سال 2019-20 میں فراہم کی گئی ہے؟

(ہ) ان کالجوں کی بلڈنگ کی حالت کیسی ہے کس کس کالج کی بلڈنگ ناکافی ہے ان کالجز میں مسنگ فسیلٹیز فراہم کرنے کا ارادہ ہے تو کب تک؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) پی پی-95 چنیوٹ میں دو سرکاری کالجز ہیں۔

1. گورنمنٹ کے-اے اسلامیہ ڈگری کالج فار بوائز جامعہ محمدی شریف تحصیل بھوآنہ ڈسٹرکٹ چنیوٹ
2. گورنمنٹ مولانا محمد ذاکر ڈگری کالج فار بوائز امین پور بنگلہ تحصیل بھوآنہ ڈسٹرکٹ چنیوٹ

(ب)

1. گورنمنٹ کے۔اے اسلامیہ ڈگری کالج فار بوائز جامعہ محمدی شریف میں 655 طالب علم زیر تعلیم ہیں۔
2. گورنمنٹ مولانا محمد ذاکر ڈگری کالج فار بوائز امین پور بنگلہ میں 176 طالب علم زیر تعلیم ہیں۔

(ج)

1. گورنمنٹ کے۔اے اسلامیہ ڈگری کالج فار بوائز جامعہ محمدی شریف میں اسامیوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

منظور شدہ ٹیچنگ اسامیاں	=	31
منظور شدہ نان ٹیچنگ اسامیاں	=	25
ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیاں	=	16
نان ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیاں	=	13

طلباء کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے STR کے مطابق آٹھ سی ٹی آئیز میرٹ پر بھرتی کئے گئے ہیں۔ نان ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں پر حکومت پنجاب کی نئی بھرتی پالیسی کے مطابق جلد میرٹ پر بھرتی کی جائے گی اور ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں پر پبلک سروس کمیشن کے ذریعے حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق جلد میرٹ پر بھرتی کی جائے گی۔

2. گورنمنٹ مولانا محمد ذاکر ڈگری کالج فار بوائز امین پور بنگلہ میں اسامیوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:

منظور شدہ ٹیچنگ اسامیاں = 19

منظور شدہ نان ٹیچنگ اسامیاں = 22

اگرچہ کالج کی ایس این ای 2020-05-11 کو منظور ہوئی ہے تاہم جولائی 2019 سے تعلیمی سال شروع ہوا تھا اور طلباء کی تعلیمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے STR کے مطابق دس سی ٹی آئیز میرٹ پر بھرتی کئے گئے تھے اور عارضی طور پر تین نان ٹیچنگ ملازم لون بیس پر آفس ورک کے لئے ایڈجسٹ کر دیئے گئے ہیں۔ نان ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں پر حکومت پنجاب کی نئی بھرتی پالیسی کے مطابق جلد میرٹ پر بھرتی کی جائے گی اور ٹیچنگ سٹاف کی خالی اسامیوں پر پبلک سروس کمیشن کے ذریعے حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق جلد میرٹ پر بھرتی کی جائے گی۔

(د)

1. گورنمنٹ کے اے اسلامیہ ڈگری کالج فار بوائز جامعہ محمدی شریف کو ریگولر سٹاف کی سیلریز، سی ٹی آئیز کی تنخواہوں کی ادائیگی اور کالج کے دیگر اخراجات (بجلی وٹیلیفون بلز اور سٹیشنری وغیرہ) کی مد میں 21.627 ملین بجٹ فراہم ہوا اور اسی میں سے 2.5 ملین سی ٹی آئیز کی تنخواہوں کی مد میں ادا کر دیا گیا ہے۔

2. گورنمنٹ مولانا محمد ذاکر ڈگری کالج فار بوائز امین پور بنگلہ نیا کالج ہے اس کے لئے 125.52 ملین رقم فراہم کی گئی ہے جس سے کالج کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور 176 طلباء زیر تعلیم ہیں اور سی ٹی آئیز کو ادائیگی کے لئے 3.15 ملین بجٹ علیحدہ منظور ہوا ہے۔ جو سی ٹی آئیز کو ادا کر دیا گیا ہے۔

(ہ)

1. گورنمنٹ کے-اے اسلامیہ ڈگری کالج فار بوائز جامعہ محمدی شریف کی بلڈنگ بہترین حالت میں ہے اور طلباء کو تمام ضروری سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ مسنگ فسیلٹیز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور یہ سہولیات need assessment کی بنیاد پر فراہم کر دی جائیں گی۔

2. گورنمنٹ مولانا محمد ذاکر ڈگری کالج فار بوائز امین پور بنگلہ کی بلڈنگ بہترین حالت میں ہے اور طلباء کو تمام ضروری سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں۔ کسی طالب علم یا ان کے والدین کی طرف سے کوئی شکایت نہ ہے۔

خوشاب: گورنمنٹ گرلز کالج روڈا
کی بلڈنگ کی تکمیل اور کلاسز کے اجراء سے متعلقہ تفصیلات

*4098: **جناب محمد وارث شاد:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ گرلز کالج روڈا ضلع خوشاب کی بلڈنگ کی تعمیر کب شروع ہوئی تو اس کی بلڈنگ کا کتنا کام مکمل ہوا ہے کتنا بقایا کام ہے اور کتنی رقم اس کی بلڈنگ کی تعمیر پر خرچ ہو چکی ہے؟

(ب) اس کی بلڈنگ کی تعمیر کا کام شروع ہے یا اس کی تعمیر کا کام بند ہے؟

(ج) موجودہ مالی سال 20-2019 میں اس کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی ہے اور اس کا کتنے فیصد کام اس مالی سال کے اختتام تک مکمل ہو گا؟

(د) کیا حکومت اس کالج کی بلڈنگ جلد از جلد مکمل کرنے اور اس میں کلاسز کا اجراء کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) گورنمنٹ گرلز کالج روڈا ضلع خوشاب کی بلڈنگ کی تعمیر کا کام 16.09.2017 کو شروع ہوا اور اس کا 81 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے۔ اس کالج کی تعمیر پر 95.228 ملین کی رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ب) بلڈنگ کی تعمیر کا کام جاری ہے۔

(ج) موجودہ مالی سال 20-2019 میں اس کے لئے 83.018 ملین کی رقم مختص کی گئی جس میں سے 54.824 ملین جاری ہوئے اور یہ رقم خرچ بھی ہو چکی ہے۔ کورونا وبا سے پیدا شدہ حالات کی وجہ سے بقایا رقم 28.194 ملین روپے جاری نہ ہو سکے جس کی وجہ سے یہ ترقیاتی کام اگلے مالی سال 21-2020 میں منتقل کر دیا گیا ہے۔

(د) جی ہاں! حکومت اس کالج کی بلڈنگ جلد از جلد مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ کالج کی تعمیر کا کام مکمل ہوتے ہی حکومت کلاسز کا اجراء کر دے گی۔

چنیوٹ: گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج میں بی ایس کلاسز کے اجراء کی اجازت سے متعلقہ تفصیلات

*4213: **جناب محمد الیاس:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے صوبہ بھر کے کالجز میں بی ایس کا پروگرام متعارف کروایا ہے اور متعدد اضلاع کو کالجز بی ایس کلاسز کے اجراء کا اجازت نامہ جاری کر دیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج چنیوٹ میں مختلف شعبہ جات میں پڑھنے والے طلباء کی تعداد تقریباً2500 ہے اور طالبات بھی زیر تعلیم ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چنیوٹ کالج کی مستقل لائبریری ہے جس میں لگ بھگ 20000 کتب موجود ہیں اور سائنس لیبارٹری بھی موجود ہے اور کالج کا رقبہ 23 ایکڑ پر مشتمل ہے اور اس میں ایم اے انگلش اور اسلامیات کی کلاسیں 2003 سے جاری ہیں؟

(د) ضلع بھر میں کل سرکاری وغیر سرکاری کالجز کہاں کہاں واقع ہیں ہر کالج کے طلباء وطالبات اور اساتذہ کی تعداد کتنی ہے، تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ نامعلوم وجوہات کی بناء پر مذکورہ کالج کو کمیونٹی کالجز کی فہرست میں شامل کیا جا رہا ہے اور کسی سرکاری کالج میں بی ایس کی کلاسز کے اجراء کی اجازت نہ دی جا رہی ہے جبکہ 31۔ جنوری2019 سے گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج چنیوٹ میں بی ایس کی کلاسز کے اجازت کے لئے مکمل فائل سیکرٹری ہائر ایجوکیشن کے دفتر میں جمع کر دی گئی ہے کیا چنیوٹ میں کسی سرکاری یا غیر سرکاری کالج میں بی ایس کی

کلاسز کے اجراء کے اجازت دیدی گئی ہے کیا وہ کالج حکومت کی مطلوبہ شرائط پر پورا اترتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ حکومت نے پنجاب کے کالجز میں بی ایس چار سالہ پروگرام کا اجراء گیا ہے اور اب تک مختلف اضلاع کے متعدد کالجز کو اجازت نامہ جاری کیا جا چکا ہے۔

(ب) جی ہاں! درست ہے۔

(ج) جی ہاں! درست ہے کہ گورنمنٹ اسلامیہ کالج کے دارالمطالعہ میں کتب وافر تعداد میں موجود ہیں۔ سائنس لیبارٹری فعال ہے اور ایم اے انگریزی اور اسلامیات کے پروگرام دسمبر 2020 تک جاری رہیں گے۔

(د) ضلع بھر میں کل گیارہ سرکاری کالجز ہیں جن میں سے تین تحصیل چنیوٹ میں، پانچ تحصیل لالیاں اور تین تحصیل بھوانہ میں موجود ہیں اور غیر سرکاری کالجز کی تعداد بیس ہے۔ جس میں سے دو تحصیل بھوانہ، دو تحصیل لالیاں اور باقی 16 تحصیل چنیوٹ میں موجود ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ کالج کو کمیونٹی کالجز کی فہرست میں شامل کیا جا رہا ہے بلکہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، چنیوٹ کو بی ایس چار سالہ کلاسز کے اجراء کا اجازت نامہ فروری 2020 میں جاری کیا جا چکا ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے چنیوٹ میں دو غیر سرکاری کالجز نصرت جہاں پوسٹ گریجویٹ کالج، چناب نگر اور یونیفائیڈ سائنس کالج، چنیوٹ کے پاس بھی یہ اجازت نامہ موجود ہے۔ محکمہ کی طرف سے یہ اجازت نامہ حکومت کی مطلوبہ شرائط پورا ہونے پر ہی جاری کیا جاتا ہے۔

جی، ہاں! یہ درست ہے کہ اس پروگرام کے تحت گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج چنیوٹ کو بی ایس کلاسز کے اجراء کا اجازت نامہ جاری کر دیا گیا ہے۔ اجازت نامہ کی کاپی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گجرات یونیورسٹی منڈی بہاؤالدین
کیمپس کی علیحدہ بلڈنگ کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*4534: **محترمہ فائزہ مشتاق:** کیاوزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

گجرات یونیورسٹی کے سب کیمپس منڈی بہاؤالدین کی کلاسز ڈسٹرکٹ جناح پبلک سکول میں شروع ہو چکی ہیں منڈی بہاؤالدین کیمپس کی علیحدہ بلڈنگ کا انتظام کب تک کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

حکومت پاکستان کے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام میں شامل ہائر ایجوکیشن کمیشن کے پراجیکٹ:

"Establishment of Sub-Campuses of Public Sector University at District Level (Umbrella Project HEC)" [Revised PSDP-2018-19: G.S.No. 193, PSDP-2019-20: G.S.No 271 PSDP-2020-21: G.S.No. 238]

کے تحت منظور کئے جانے کے بعد یونیورسٹی آف گجرات منڈی بہاؤالدین سب کیمپس کا قیام عمل میں آیا۔ اس سب کیمپس کے لئے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن منڈی بہاؤالدین نے مقامی قیادت، سول سوسائٹی، ہائر ایجوکیشن کمیشن حکومت پاکستان اور یونیورسٹی کی مشاورت اور ڈسٹرکٹ جناح پبلک سکول منڈی بہاؤالدین کے بورڈ آف گورنرز کی رضامندی اور تعاون سے ڈسٹرکٹ جناح پبلک سکول کی عمارت کا ایک حصہ فراہم کیا۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن حکومت پاکستان کی منظوری کے مطابق خزاں سمسٹر 2019 سے چار انڈر گریجویٹ پروگرامز میں داخلہ کے بعد طلباوطالبات زیر تعلیم ہیں۔ منڈی بہاؤالدین سب کیمپس کی اپنی مستقل بلڈنگ کی تعمیر کے لئے ہائر ایجوکیشن کمیشن حکومت پاکستان کی ہدایت کے مطابق ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن اور مقامی قیادت سے زمین کی فراہمی کے لئے درخواست کی گئی ہے اور اس ضمن میں یاد دہانی بھی کروائی گئی ہے۔ سب کیمپس کے لئے زمین کی فراہمی ہوتے ہی تخمینہ لاگت اور پی سی ون

دستاویزات تیار کر کے ہائر ایجوکیشن کمیشن حکومت پاکستان کو پیش کی جائیں گی اور منظوری کی عطائیگی اور فنڈز کی فراہمی پر کام شروع کر دیا جائے گا۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

ساہیوال: بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کے سال 19-2018 اور 20-2019 کی آمدن اور اخراجات سے متعلقہ تفصیلات

1020: جناب محمد ارشد ملک: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بورڈ آف انٹر میڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ساہیوال کی سال 19-2018 اور 20-2019 کی آمدن اور اخراجات علیحدہ علیحدہ کتنے ہیں؟

(ب) اس بورڈ میں کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل عہدہ، گریڈ وار ان کے نام مع تعلیم بتائیں؟

(ج) اس میں کون کون سی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) یکم اگست 2018 سے آج تک بھرتی کئے گئے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیم اور ڈومیسائل بتائیں؟

(ہ) یہ بھرتی کس اتھارٹی نے کی ہے ان کا عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(و) کیا تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے میرٹ کس طریق کار کے تحت تشکیل دیا جاتا ہے؟

(ز) اس کے چیئرمین، سیکرٹری، کنٹرولر اور دیگر اعلیٰ عہدوں پر تعینات ملازمین کے نام، تعلیم اور تجربہ بتائیں؟

(ح) اس بورڈ کی ملکیتی گاڑیاں کتنی ہیں کس کس کے زیر استعمال ہیں ان کے سال 2019 کے اخراجات بتائیں؟

(ط) اس بورڈ کی بلڈنگ اپنی ہے یا کرایہ کی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن وٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں):

(الف)

مالی سال19-2018

Income 591,462,966 /- روپے

اخراجات 512,114,109/- روپے

مالی سال19-2019

(As per Allocation of Budget)

Income 1,623,140,342/- روپے

اخراجات 1,034,352,850/- روپے

(ب) اس بورڈ میں ٹوٹل 165 ملازمین کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ساہیوال بورڈ میں خالی اسامیوں کی تعداد 243 ہے جن کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ساہیوال بورڈ میں یکم اگست 2018 سے تاحال 20 ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں جن کی تفصیل فلیگ (سی) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 19 ملازمین کو لاہور ہائی کورٹ ملتان بنچ کی رٹ پٹیشن نمبر 2016/18007 اور رٹ پٹیشن نمبر WP-19/1076 کے تحت بورڈ آف گورنرز اور سکروٹنی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا تھا جبکہ ایک ملازم A-17 (پنجاب سول سرونٹ ایکٹ 1974) کے تحت بورڈ آف گورنرز کی منظوری اور سکروٹنی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا۔

(و) تمام ملازمین کو لاہور ہائی کورٹ ملتان بنچ اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کی روشنی میں بھرتی کیا گیا تھا۔ بھرتی ہونے والے تمام ملازمین ساہیوال بورڈ میں ڈیلی ویجز پر کام کرتے تھے۔

(ز)

نمبر شمار	نام	عہدہ
1-	حافظ محمد شفیق	چیئر مین
2-	ڈاکٹر حافظ فدا حسین	کنٹرولر امتحانات ایڈیشنل چارج سیکرٹری ساہیوال بورڈ
3-	محمد فیاض سلیمی	ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن
4-	مسٹر منیر احمد خان	ریسرچ اینڈ کوآرڈینیشن آفیسر
5-	مسٹر مختار احمد	آڈٹ آفیسر

درج بالا افسران سیریل نمبر 1 تا 4 کی تعیناتیاں کنٹرولنگ اتھارٹی (گورنمنٹ) اور سیریل نمبر 5 سیکرٹری فنانس کی جانب سے ڈیپوٹیشن بنیادوں پر کی گئی ہیں۔ تعلیمی قابلیت فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ح) ٹوٹل گاڑیاں آٹھ (جن میں سے تین گاڑیاں چیئرمین، سیکرٹری اور کنٹرولر کے زیرِ استعمال ہیں اور باقی گاڑیاں میٹرک اور انٹرمیڈیٹ کے امتحانات میں جوابی کاپیوں اور سوالیہ پرچہ جات کی ترسیل وغیرہ کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ تمام بورڈ کی گاڑیوں پر اخراجات مالی سال یکم جولائی 2019 سے تاحال درج ذیل ہیں:- /2,73,430 روپے

(ط) ساہیوال بورڈ کی بلڈنگ کرایہ کی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب چیئرمین: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 561 جناب محمد ارشد ملک کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 568 جناب محمد عبداللہ وڑائچ کا ہے۔ ان کی طرف سے request آئی ہے لہٰذا اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 19/71 چودھری اشرف علی کی ہے یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب میاں محمد اسلم اقبال نے دینا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! میں کل اس تحریک التوائے کار کا جواب دے دوں گا اس تحریک التوائے کار کل تک pending کر لیا جائے۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19/706 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے یہ تحریک التوائے کار پڑھی جا چکی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب وزیر ہائر ایجوکیشن نے دینا ہے۔

پنجاب ایجوکیشن انڈوومنٹ فنڈ
کی مالی مشکلات کی وجہ سے ہزاروں طالبات تعلیمی وظائف سے محروم

(---جاری)

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! یہ تحریک تحریک التوائے کار PEEF کے متعلق ہے۔ انہوں نے یہ بات کی ہے کہ فنڈنگ نہیں کی گئی جس کی وجہ سے students پریشانی کا شکار ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک چیز confirm کر سکتا ہوں کہ جو students already scholarship پر ہیں ان کو تو کسی قسم کی پریشانی نہیں ہو گی اور ان کے تمام فنڈز دے دیئے جائیں گے، جو نئی سکالرشپ چاہتے ہیں تو یہ اس بات پر depend کرتا ہے کہ اس وقت کیا fiscal space available ہے۔ ہمیں PEEF کی فنڈنگ کم کرنا پڑی ہے جس کی وجہ آپ سب کو معلوم ہے۔ میرے خیال میں اس پر debate کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جب آپ کے پاس space کم ہے تو پھر PEEF کو کم فنڈنگ ہی ملے گی۔ آپ اس وقت تک نئی commitments نہیں کرتے جب تک آپ sure نہیں ہوتے کہ ان کو پورا کر سکیں گے اس

لئے اس سال کم scholarships دیئے گئے ہیں۔ معزز ممبر نے جو بات کی ہے وہ ٹھیک ہے لیکن جب زیادہ پیسے available ہوں گے تو پھر زیادہ scholarships دیئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید علی حیدر گیلانی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جنوبی پنجاب کا سیکرٹریٹ ملتان یا بہاولپور میں بننے سے متعلق حکومت سے وضاحت کا مطالبہ

سید علی حیدر گیلانی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آج سے دو دن قبل ہمارے پنجاب کے منسٹر جن کا تعلق ملتان سے ہے انہوں نے اور ملتان کے تمام منتخب ممبران اور دو غیر منتخب ممبران نے پریس کلب میں ایک پریس کانفرنس کی جس میں انہوں نے یہ بات واضح کی کہ جنوبی پنجاب کا سیکرٹریٹ ملتان میں بن رہا ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک میری اطلاع ہے کہ جنوبی پنجاب کا سیکرٹریٹ جہاں ایڈیشنل چیف سیکرٹری بیٹھیں گے وہ بہاولپور میں بن رہا ہے۔ ان کے اس بیان سے ملتان کی عوام کو بہت تشویش لاحق ہے اور ہم اضطراب میں مبتلا ہیں وہاں confusion بن گئی ہے کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری کہاں بیٹھیں گے۔

جناب سپیکر! میری وزیر قانون جناب محمد بشارت راجہ سے گزارش ہو گی کہ وہ اس بات کو واضح کر دیں کہ کیا ملتان کے سارے ایم پی ایز کی بات درست ہے؟

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال(جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو پریس کانفرنس ہوئی ہے وہ میری نظر سے گزری اور نہ ہی میں نے پڑھی ہے۔ میں اپنے محترم بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ اس کے contents مجھے دے دیں ہم پڑھ کر باقاعدہ اس کا تحریری طور پر جواب دے دیں گے۔

سید علی حیدر گیلانی: جناب سپیکر! میں جناب محمد بشارت راجہ کو پریس کانفرنس کے contents اور speech بھی دے دوں گا۔ میں اس کے بعد گزارش کروں گا کہ یہ make sure کریں اور ہمیں جواب دیں کہ ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور ایڈیشنل آئی جی کہاں بیٹھیں گے۔ وہ ملتان میں بیٹھیں گے یا بہاولپور میں بیٹھیں گے۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: جی، شکریہ

محترمہ مہوش سلطانہ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

ڈنڈوت سیمنٹ فیکٹری بند ہونے سے سینکڑوں خاندان روزگار سے محروم

محترمہ مہوش سلطانہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ ہمارے علاقے کا ایک اہم معاملہ ڈنڈوت سیمنٹ فیکٹری سے متعلق ہے۔ یہ فیکٹری چواسیدن شاہ اور پنڈدادن خان تحصیل کے بارڈر پر واقع ہے۔ اس سیمنٹ پلانٹ کا issue یہ ہے کہ یہ گزشتہ ستمبر سے بند پڑا ہے۔ اس کے ساتھ نوسو خاندان منسلک ہیں جن کا روزگار اس سے جڑا ہوا ہے۔ ان میں سے 572 مستقل اور 350 ڈیلی ویجز پر کام کر رہے ہیں۔ اس میں 80 کروڑ کے واجبات ہیں جو ملازمین کو ادا ہونے والے ہیں۔ اس میں پنشن ہے، ملازمین کی تنخواہ بھی ہے اور ان میں سے آدھے لوگ وفات بھی پا چکے ہیں جن کے ابھی تک واجبات ادا نہیں ہوئے۔ یہاں پر وزیر صنعت اور وزیر قانون موجود ہیں۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گی کہ یہ اس معاملے میںintervene کریں اور اسے حل کریں اور جو نو سو خاندان اس سے منسلک ہیں ان کو ان کا حق دلایا جائے۔ ڈنڈوت سیمنٹ پلانٹ گزشتہ ستمبر سے بند ہے۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! ڈنڈوت سیمنٹ پلانٹ کے حوالے سے میرے پاس جو انفارمیشن ہے وہ میں ہاؤس کے ساتھ share کر لیتا ہوں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے مطابق ان کا کچھ رقبہgreen area declare ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے پلانٹ کوshutdown کر کے ایک نیا پلانٹ جو آج کلfeasibility processسے گزر رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری ان کے ساتھ اس معاملے میںcommunication ہوتی رہی ہے کہ انہیں جوhelpچاہئے وہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ فراہم کر سکے۔ اس حوالے سے ان کی نئی مشینری آنی ہے اور وہاں نئی انوسٹمنٹ ہو گی۔ اگر سپریم کورٹ کا فیصلہ نہ ہوتا تو آج وہ پلانٹ چل رہا ہوتا لیکن اب چونکہ فیصلہ آ چکا ہے اس وجہ سے وہ bound ہیں کہ وہ اس ایریا کے اندر اپنی activities نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! میں اس معاملہ کو پھر بھی دیکھ لیتا ہوں اور ڈنڈوت سیمنٹ کے مالکان سے رابطہ کر لیتا ہوں تاکہ اس مسئلے کو جلد سے جلد حل کیا جا سکے اور ہماری معزز ممبر نے ملازمین کے واجبات کے حوالے سے جو فرمایا ہے تو اس بارے میں بھی میں ہاؤس کو بعد میںapprise کر دوں گا۔

محترمہ مہوش سلطانہ: جناب سپیکر! میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ اُن میں بہت سارے لوگ فوت ہو چکے ہیں جن کے واجبات بھیpendingہیں لہٰذاkindlyاس کوpriorityپر کروائیں اور اگر آپ کوئیtimelineدے سکتے ہیں کہ کب تک یہ فیکٹری چل پڑے گی یا کب تک process مکمل ہو جائے گا تو میں شکر گزار ہوں گی۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ

وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! یہ ایک پرائیویٹ ادارہ ہے۔ میری request ہو گی کہ جن کے grievances ہیں یا جو بھی معاملات ہیں وہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو لکھ کر دے دیں تو اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے میں میٹنگ call کر لوں گا۔

جناب سپیکر! میں timeline اُس شکل میں دے سکتا ہوں کہ گورنمنٹ کے ایک ادارے کے متعلق کسی معزز ممبر کی طرف سے question put ہوا ہو کہ یہ کام کب کر لیں گے یا کب ہو جائے گا جس کے مطابق میں نے جواب دینا ہو لیکن ایک پرائیویٹ ادارے کے behalf پر میں کوئی commitment نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر! یہ ایک پرائیویٹ مالک اور اس کے ملازمین کا تعلق ہے لیکن میں پھر بھی assurance دلاتا ہوں کہ یہ مجھے written form میں application دے دیں جس کے مطابق جو ہو سکے گا وہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ maximum کریں گے تاکہ لوگوں کو relief مل سکے۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! آپ grievances لکھ کر بھجوا دیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 307/20 محترمہ خدیجہ عمر کی ہے۔ جی، محترمہ! اسے پیش کریں۔

پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ملازمین کی تنخواہ میں کٹوتی کے باوجود گھر اور پلاٹ سے محروم ہونا

محترمہ خدیجہ عمر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ سے گھر کے نام پر رقم کی کٹوتی کی جا رہی ہے اور پلاٹ دے کر ٹرخایا جا رہا ہے۔ سابقاً وزیراعلیٰ پنجاب جناب پرویز الٰہی کے دورِ حکومت میں پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن ایکٹ 2004 بنایا گیا۔ اس قانون کے بنانے کا اصل مقصد یہ تھا کہ پنجاب حکومت اپنے ملازمین کو ریٹائرمنٹ کے بعد گھر کا مالک بنائے گی۔ جناب پرویز الٰہی کی

حکومت کے تبدیل ہوتے ہی اس قانون کی اصل روح ہی ختم کر دی گئی، میاں محمد شہباز شریف کی حکومت نے اس قانون میں من مانی ترامیم کیں اور محکمہ پراپرٹی کی خرید وفروخت کا دفتر بن گیا۔ ملازمین کو ان کی آپشن کے مطابق گھر دینا تو درکنار پلاٹ کا حصول بھی ناممکن بنایا گیا۔ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت میں اس قانون کے سیکشن میں گھر کی جگہ پلاٹ دینے کی ترمیم کی گئی جبکہ جناب پرویزالٰہی کی منشاء یہ تھی کہ زمین حکومت دے گی اور کنسٹریکشن کے پیسے سرکاری ملازمین سے ماہانہ بنیادوں پر وصول کئے جائیں گے۔ اس فاؤنڈیشن نے کامیابی سے موہلنوال میں گھر بنائے لیکن یہ سلسلہ میاں محمد شہباز شریف کی حکومت کے آتے ہی منقطع کر دیا گیا۔ آج صورتحال یہ ہے کہ ریٹائر ہونے والے ہزاروں سرکاری ملازمین اپنی آپشن کے مطابق پلاٹ کے حصول میں بھی ناکام ہیں اور فاؤنڈیشن کی انتظامیہ کے گھپلے بھی زبان زد عام ہیں۔ اس ساری صورتحال میں گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے ممبرز انتہائی پریشانی اور اضطراب کا شکار ہیں کہ حکومتی پالیسیوں کی سزا انہیں کیوں دی جارہی ہے جبکہ وہ اپنی ماہانہ اقساط بھی باقاعدگی سے ادا کر رہے ہیں۔ یہ معاملہ انتہائی سنگین اور فوری کارروائی کا متقاضی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین: متعلقہ منسٹر صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں اور جب وہ آئیں گے تب اس کو take up کریں گے لہٰذا اس تحریک التوائے کار کو pending کی جاتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب امین اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

ہائر ایجوکیشن کے مختلف کالجوں میں سکیورٹی گارڈز تنخواہ سے محروم

جناب امین اللہ خان: جناب سپیکر! ایوان میں ہائر ایجوکیشن منسٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے میری گزارش یہ ہے کہ مختلف کالجوں میں ساڑھے سات سو سکیورٹی گارڈز ہیں جن کی تنخواہیں محکمہ نے روک دی ہیں۔ اتنے بڑے پنجاب میں کیا صرف ساڑھے سات سو لوگوں کے لئے تنخواہوں کا

بندوبست نہیں ہو سکتا جو بے چارے پانچ چھ سال سے ملازم ہیں۔ ابھی اُن کو فارغ کیا جا رہا ہے لہٰذا میری requestہے کہ اس پر ہمدردانہ غور کرتے ہوئے یہ معاملہ حل کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن / پنجاب انفارمیشن و ٹیکنالوجی بورڈ (جناب یاسر ہمایوں): جناب سپیکر! جب ضرورت تھی تب وہ daily wages پر hire کئے گئے تھے۔ اب کالجز بند ہیں اور financial problem بھی ہے اس وجہ سے اُن کو فارغ کیا ہوا ہے لیکن individual cases کو دیکھ لیتے ہیں۔

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب چیئرمین: آپ منسٹر صاحب سے مل لیں۔ جہاں تک ہو سکا وہ آپ کی help کریں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 308/20 سید حسن مرتضیٰ اور محترمہ شازیہ عابدہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ! اسے پیش کریں۔

لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ تحصیل

اٹھارہ ہزاری کے (مرحوم) ملازم کی بیوہ کو واجبات کی ادائیگی کا مطالبہ

محترمہ شازیہ عابد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ تحصیل اٹھارہ ہزاری ضلع جھنگ کے ملازم گلزار احمد (مرحوم) دوران ملازمت 16۔دسمبر 2019 کو رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ مرحوم کی بیوہ نے اپنے شوہر کے واجبات کی وصولی کے لئے تمام ضروری و متعلقہ کاغذات مکمل کر کے متعلقہ دفتر میں بروقت جمع کروا دیئے۔ محکمہ کی جانب سے سستی، لاپروائی اور روائتی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے اور آج تک مرحوم اہلکار کی بیوہ اور چھ بچیوں کو کسی بھی مد میں کوئی بھی ادائیگی نہیں ہوئی۔ مرحوم کے اہل خانہ مالی مشکلات کا شکار ہیں اور اسی وجہ سے مرحوم کی بچیوں کو اپنی

تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنا پڑا ہے۔ گلزار احمد (مرحوم) کی بیوہ اپنے اور اپنی بچیوں کے حق کے لئے متعدد مرتبہ متعلقہ دفتر کے چکر لگا چکی ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ محکمہ کی جانب سے قواعد و ضوابط کے مطابق گلزار احمد (مرحوم) کی بیوہ کو تمام کاغذات جمع کرانے کے بعد مختلف مدات سے جاری ہونے والی گرانٹس فوری طور پر ادا کی جانی چاہئیں تھیں لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ مرحوم کی بیوہ چاہتی ہے کہ سرکاری ملازم کی وفات کے بعد حکومتی احکامات کے مطابق اس کے شوہر کی وفات کے بعد OSD سیٹ create کی جائے، تمام گرانٹس کی جلد از جلد ادائیگی کی جائے اور Punjab Civil Servants (Appointment and Conditions of Service) Rules 1974 کے Rule 17-A کے تحت محکمہ لوکل گورنمنٹ میں اس کی ایک بیٹی کو ملازمت دی جائے لیکن محکمہ بیوہ اور اس کی بچیوں کو بروقت ان کا حق دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ محکمہ کی جانب سے بیوہ خاتون سے تعاون نہ کرنے پر اس کے لواحقین، عزیز و اقارب اور محکمہ کے دیگر ملازمین میں شدید اضطراب اور غم و غصہ پایا جاتا ہے لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال(جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! مجھے یہ تحریک التوائے کار ابھی ملی ہے جس کا جواب محکمہ سے لے کر میں دوں گا۔

جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ تقریباً بیس یا پچیس کے قریب ایسی تحاریک التوائے کار ہیں جو pending چلی آرہی ہیں اور بعض تحاریک کا جواب بھی آچکا ہے۔ بجائے اس کے کہ نئی تحاریک التوائے کار لینی شروع کر دیں تو کم از کم جن تحاریک کا جواب آچکا ہے اُن کی disposal کر دیں تاکہ اسمبلی کے ریکارڈ میں آجائے۔

جناب سپیکر! مثال کے طور پر میرے پاس محکمہ داخلہ سے متعلقہ تحریک التوائے کار نمبر 19/788 ہے جس کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ اگر آپ اس کو take up کریں تو میں اس کا جواب دوں تاکہ یہ dispose of ہو جائے۔ ہم نیا بزنس create کر رہے ہیں لیکن پرانی تحاریک التوائے کار کو dispose of ہی نہیں کر رہے۔

جناب چیئرمین: جی، ابھی take up کر لیتے ہیں۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال (جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! اس کے علاوہ میری یہ بھی التجا ہوگی کہ بعض تحاریک التوائے کار تقریباً ایک سال سے pending چلی آ رہی ہیں لہٰذا آج آپ رولنگ دیں کہ تحاریک التوائے کار کی کاپیاں تمام متعلقہ وزراء کو چلی جائیں اور make sure کریں کہ اگلے اجلاس میں وہ تمام تحاریک کا جواب دیں تاکہ یہ dispose of ہو جائیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہاں ایوان کے توسط سے ایک اہم مسئلے پر بات کرنا چاہوں گی کہ جب ہم ایجوکیشن کی بات کرتے ہیں تو بجٹ میں اس کی allocation بھی نظر آتی ہے لہٰذا اگر میں ریسرچ اور کتب بینی لائبریریوں کی بات کروں تو پورے سال میں پنجاب میں کوئی لائبریری بنتی دکھائی نہیں دی لیکن ہماری مسلم لیگ (ن) کا ای۔لائبریری کا جو پراجیکٹ تھا اُس کو بالکل بند کر کے تمام ملازمین کو فارغ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اس سے آگے دیکھیں تو پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن میں 19500 ملین روپے کی بجٹ allocation ہے لیکن اس کے باوجود ملازمین سراپا احتجاج ہیں اور باہر ابھی بھی وہ protest کر رہے ہیں۔ آپ kindly ان ساری چیزوں کو resolve کروائیں۔ یہ بنیادی مسائل ہیں اس لئے ان کو کسی کمیٹی کے سپرد کریں۔ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے projects ہونا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے اور وہ لوگ کام کر رہے تھے۔

جناب چیئرمین: اب ہم تحاریک التوائے کار کی طرف آتے ہیں اور جناب محمد بشارت راجہ نے تحریک التوائے کار کا جواب دینا ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! اس مسئلہ کو حل کرنے کے لئے ایک کمیٹی بنادیں۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

قیدی محمد اقبال اور محمد انور کی عمر کم ہونے کی وجہ سے سزائے موت ختم کرنے کا مطالبہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال (جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار نمبر788 محترمہ زینب عمیر کی طرف سے ایک نابالغ بچے کو سزائے موت ہونے سے متعلق تھی جس کا جواب آگیا ہے اور ساتھ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے لگے ہوئے ہیں اور presidential order بھی لگا ہوا ہے لیکن سب سے بڑھ کر یہ کہ اس وقت بھی یہ معاملہ ہائی کورٹ میں pending ہے جو کہ سماعت کی last date پر COVID-19 کی وجہ take up نہیں ہو سکا تو آئندہ آنے والی date سے بھی محترمہ کو میں آگاہ کر دوں گا چونکہ یہ معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ sub-judice ہے لہٰذا فی الحال اسے نمٹا دیں اور جب بھی عدالت سے فیصلہ آتا ہے تو اس کی روشنی میں اگر دوبارہ یہ مناسب سمجھیں تو نئی تحریک لے آئیں۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے کہ یہ معاملہ sub-judice ہے تو اس تحریک التوائے کار کو dismiss کرتے ہیں اگلی تحریک التوائے کار نمبر 860/19 محترمہ زینب عمیر کی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب آنا ہے۔ جی، وزیر قانون!

سرکاری محکموں میں قانونی مشیران
کی تعیناتی محکمہ قانون کی منظوری سے کرنے کا مطالبہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال(جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! محترمہ زینب عمیر نے جو تحریک التوائے کار دی تھی میں اصولی طور پر اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ ان کا موقف یہ تھا کہ حکومت پنجاب کے Rules of Business 2011 کے مطابق تمام محکمہ جات کو directions دی جائیں کہ وہ اپنے لیگل ایڈوائزرز رکھیں۔

جناب سپیکر! میں ان کی اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں اور ہم نے اس پر کسی حد تک عملدرآمد کروایا ہے لیکن میں آپ کے توسط سے محترمہ کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت کی یہ منشا ہے کہ اس قانون کے مطابق تمام محکمہ جات باقاعدہ لیگل ایڈوائزرز تعینات کریں اور انشاءاللہ ہم اس پر عملدرآمد کروائیں گے۔

جناب سپیکر! میں محترمہ کا شکر گزار ہوں کہ وکلاء برادری کے حقوق کے تحفظ کے لئے انہوں نے یہ مسئلہ اٹھایا تھا تو انشاءاللہ وکلاء کے وسیع تر مفاد میں تمام صوبائی محکمہ جات میں لیگل ایڈوائزرز کی تعیناتی کی جائے گی۔

جناب چیئرمین: جی، جناب محمد بشارت راجہ کی assurance آ گئی ہے تو اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 19/861 سید علی حیدر گیلانی کی ہے اور اس تحریک التوائے کار کا بھی جواب آنا ہے۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال(جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے جواب کے لئے مجھے لوکل ایڈمنسٹریشن سے رپورٹ لینی پڑے گی تو میں اس کے بعد ہی بات کر سکوں گا۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک التوائے کار کو pending کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

قائمہ کمیٹیوں کی عدم تشکیل کے باوجود براہ راست بزنس آنے پر حکومت سے وضاحت کا مطالبہ

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں مبارکباد دوں گا کہ کل ایک انتہائی اہم فیصلہ کیا گیا ہے جو کہ انشاء اللہ تعالیٰ پایہ تکمیل تک بھی پہنچے گا جس پر جناب پرویز الٰہی بطور سپیکر، جناب محمد بشارت راجہ اور اپوزیشن لیڈر مبارکباد کے مستحق ہیں۔ اس فیصلے کا مقصد کمیٹیوں کو strengthen کرنے کا ہے۔ ایک legal proposition جس پر میں کافی disturb ہوا ہوں اور last six month سے as a student of law میں کوشش کر رہا ہوں تو یہاں پر اسمبلی میں اور Chair سے راہنمائی کا طلب گار ہوں کہ یہاں پر گزشتہ چھ ماہ سے جو business آ رہا ہے وہ Rules of Procedure کی اس book کے مطابق قاعدہ 154(6) کے تحت آ رہا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں نے as a student of law جو study کیا ہے قاعدہ 154 کا سب سیکشن 6 لاگو ہوتا ہے جو کمیٹیاں بن چکی ہیں اور جن کا وجود ہو چکا ہے۔ کمیٹیوں کی تاریخ بھی اس book میں موجود ہے۔

جناب سپیکر! اب میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ قواعد انضباط کار یا اسمبلی کا وہ کون سا law ہے جس کے تحت جن کمیٹیوں کا ابھی وجود نہیں ہو سکا یا وہ کمیٹیاں بن نہیں سکیں لیکن ان کا بزنس direct آ رہا ہے تو اس پر اگر وزیر قانون یا Chair کی طرف سے میری کوئی assistance ہو جائے تاکہ میں clear ہو جاؤں کیونکہ میری proposition یہ ہے کہ deal (6)154 کرتی ہے کمیٹیوں کو اور کمیٹیاں وہ جو بن چکی ہیں اور جن کا وجود نہیں ہے اس حوالے سے کوئی سیکشن نہیں ہے تو اس پر اگر مجھے guide کر دیں تو مہربانی۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور / سماجی بہبود و بیت المال (جناب محمد بشارت راجہ): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ہم زیادہ دور نہیں جاتے اور ہم کل کی بات کرتے ہیں کہ اگر کل میرے محترم بھائی آپ ایوان میں موجود تھے تو جس وقت یہ issue take up ہوا تو آپ کو point out کرنا چاہئے تھا۔ اس وقت انہوں نے point out نہیں کیا۔ اب کل شام گزر گئی، ساری رات گزر گئی اور آج کا سارا دن گزر گیا تو اب انہیں یاد آیا کہ کل اجلاس میں قواعد انضباط کار کی کوئی غلطی ہوئی ہے۔ اگر قواعد انضباط کار کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے تو وہ گزرے ہوئے کل میں ہوئی ہے جسے میں سمجھتا ہوں کہ آج پوائنٹ آف آرڈر کے تحت اٹھانا کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے بلکہ غیر قانونی اور قواعد وضوابط کے مطابق بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ کمیٹیوں کے فعال ہونے کی بات اور کمیٹیوں کے بننے کی بات کون کر رہا ہے؟ یہ محترم بھائی کر رہے ہیں جنہوں نے باقاعدہ جماعتی طور پر یہ طے کیا ہوا ہے کہ ہم نے اسمبلی کی کمیٹیوں میں آنا ہی نہیں ہے۔ انہوں نے یہ طے کیا ہوا ہے لیکن میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا اور آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنا ریکارڈ اٹھائیں اور اپنی جماعت کی حاضری دیکھیں اور کمیٹیوں کی حاضری دیکھیں کہ آپ کے بائیکاٹ کے فیصلے کے باوجود کون کون سے آپ کے دوست کون کون سے آپ کے بھائی کمیٹیوں کے اجلاس میں آتے ہیں۔ یہ ریکارڈ آپ خود اٹھا کر دیکھیں so اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ گزرے ہوئے کل کی بات آج کرنا مناسب نہیں ہے۔ ہم پھر legislation لے کر آئیں گے، کل لے کر آئیں، دو دن کے بعد لے کر آئیں یا چار دن کے بعد لے کر آئیں۔ جب legislation لے کر آئیں گے تو اس وقت آپ یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت اس کا جواب دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا تھا کہ پوائنٹ آف آرڈر اس وقت ہوتا ہے جو اجلاس اس وقت جاری ہے اور اس اجلاس کے دوران اگر کوئی قواعد وضوابط کی خلاف ورزی ہو رہی ہے یا کوئی disorder ہے تو پھر پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جا سکتا ہے۔ اب جو بات کل ہوئی ہے اس کا

پوائنٹ آف آرڈر ابھی اٹھانا مناسب نہیں ہے۔ آئندہ ہم legislation لے کر آئیں گے تو آپ اس پر بات کریں ہم اس کا انشاءاللہ تعالیٰ جواب دیں گے۔

سرکاری کارروائی

بحث

پرائس کنٹرول پر عام بحث

جناب چیئرمین: اب ہم گورنمنٹ بزنس شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر پرائس کنٹرول پر عام بحث ہے اور بحث کا آغاز متعلقہ وزیر کی تقریر سے ہو گا تاہم دیگر ممبران جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام مجھے بھجوا دیں۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر صنعت، کامرس و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں ہاؤس سے گزارش کروں گا کہ آج جو discussion پرائس کنٹرول پر رکھی ہے تو اس کے لئے میں ہاؤس کو open کرتا ہوں تاکہ تمام ممبران اپنا point of view بتا دیں پھر میں اس کے مطابق wind up کروں گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جناب بلال یٰسین !۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ محترمہ صبا صادق !

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! شکریہ۔ **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔** میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایک انتہائی اہم مسئلے پر بات کرنے کا مجھے موقع دیا۔ یہ ہمارے ملک اور صوبے کا وہ issue ہے کہ جس سے ہر طبقہ بری طرح سے متاثر ہو رہا ہے۔ اگر ہم پرائس کنٹرول کی بات کریں تو میرے انتہائی معزز بھائی وزیر موصوف بیٹھے ہیں اور مجھے ان کا بڑا احترام ہے کیونکہ کافی دیر سے ہم اکٹھے اس ایوان کے ممبر رہے ہیں۔ یہ عوام کی نبض کو جانتے بھی ہیں، جناب چیئرمین بھی عوام کے مسائل کو جانتے ہیں اور یہاں پر جتنے بھی معزز ممبران بیٹھے ہیں خواہ وہ حکومتی بنچز کے ہیں خواہ وہ اپوزیشن بنچز کے ہیں وہ عوام کا ووٹ لے کر حلف اُٹھا کر ہاؤس میں آئے تھے کہ ہم اس ہاؤس کی جانب سے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس کے اوپر ہمیں سیاست کرنی چاہئے اور نہ ہی ہمیں عوام سے کئے گئے وعدوں کو

بھول جانا چاہئے۔ ہماری قیادت نے عوام کے ساتھ اپنا رشتہ اس طرح سے جوڑا کہ ان کے دُکھ درد میں سکھ پہنچانے کے لئے وہ کام کئے جو روز روشن کی طرح عیاں ہے۔اِس وقت جو صورتحال جارہی ہے، جو اس وقت مہنگائی کی صورتحال جارہی ہے اور جو بے بس حکومت کی کارروائی ہے جس پر پوری عوام اور ہر طبقہ پریشان ہے۔ آپ industrialist کی بات کریں، آپ چیمبر آف کامرس میں جائیں، آپ منڈی کے آڑھتی سے بات کریں، آپ ایک بزنس مین سے بات کریں، میں خود ایک خاتون خانہ ہوں آپ ایک عام گھریلو خاتون سے بات کریں ان کا کہنا ہے کہ مہنگائی نے ہماری کمر توڑ دی ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت کو ویسے ہی مستعفی ہو جانا چاہئے۔اس حکومت کو عوام سے معافی مانگنی چاہئے کہ ہم نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا کہ ہم سو دن کے اندر آپ کے مسائل حل کرنے کے لئے پورا کردار ادا کریں گے اور سو دن کے اندر اندر ایک ایسا خوشحال پاکستان بنا کر دیں گے جس میں کسی شہری کو کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ اگر آپ میرے ساتھ یوٹیلٹی سٹور پر جائیں جو حکومت پاکستان کے زیر انتظام ہے وہاں چینی کی قیمت دیکھ لیں، دالوں کی قیمت دیکھ لیں، دو سال کے اندر گھی کی قیمت کو دیکھ لیں، یہ وہ چیزیں ہیں جو ہر شخص کو زندہ رہنے کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔ اس وقت ہمارے صوبے میں جو خوراک کی صورتحال ہے میرا خیال ہے کہ اس وقت ہم تاریخ کی بدترین مہنگائی اور پرائس hike سے گزر رہے ہیں۔ آپ پرائس کنٹرول کمیٹیوں کی بات کریں، آپ بتائیں کہ آپ نے رمضان میں کس طرح سے پرائس کو کنٹرول کیا؟ آپ نے عوام کو بھوکے رہنے پر مجبور کر دیا۔ آپ COVID-19 پر آجائیں۔ حکومت کہتی ہے کہ جنوری میں COVID-19 آیا اور ہم اس کے بعد بے بس ہو گئے، ہم نے لاک ڈاؤن کر دیا۔ لاک ڈاؤن صرف ایک مہینے کا تھا اس کے اوپر آپ سمارٹ لاک ڈاؤن پر آ گئے۔ سمارٹ لاک ڈاؤن میں تمام معاشی اور تجارتی مراکز کھلے ہوئے تھے۔

جناب سپیکر! میں پٹرول کی قیمت پر بات کرتے ہوئے کہوں گی کہ آپ نے جس طرح سے پٹرول کی قیمت کو راتوں رات بڑھا کر ذخیرہ اندوزوں کو اربوں روپے کا منافع دیا اور غریب عوام کو پیس ڈالا میں سمجھتی ہوں کہ یہ انتہائی زیادتی ہے۔ جس طرح چینی اور آٹے کی قیمتوں کو بڑھایا گیا آپ ایک زرعی صوبے سے ہیں۔

جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کو یہ بات یاد کرا دوں کہ ابھی ہماری گندم کی کٹائی ہوئی ہے اور اس کے بعد آٹا نایاب ہو گیا ہے۔ آپ چینی کو دیکھ لیں کہ چینی -/90روپے کلو پر بھی نہیں مل رہی ہے اور دالوں کی قیمتوں کو دیکھ لیں کہ وہ کہاں سے کہاں چلی گئی ہے۔ جہاں تک ادویات کی بات ہے تو کورونا کی وجہ سے ہم سبsocial distance میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان وبا کے دنوں میں ادویات غائب ہو گئی ہیں، سو گنا مہنگی ہو گئی ہیں اور ہمارے صوبے میں دستیاب بھی نہیں ہے۔ ہمیں اپنے مریضوں کا علاج کروانے کے لئے مہنگی ادویات کے لئے بھی سفارشیں کروانی پڑتی ہیں۔ یہ ادویات آج سے دو سال پہلے ہسپتالوں میں مفت ملتی تھیں اور غریبوں کے مفت ٹیسٹ کئے جاتے تھے۔ میں آپ سے درخواست کروں گی کہ آپ اس وقت ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں ہم نے عوام سے وعدہ لیا ہے کہ ہم عوام کو ریلیف دیں گے اور ہم عوام سے وعدہ لے کر اس ہاؤس میں آئے ہیں۔ مجھے بتائیے کہ آپ کون سا وعدہ پورا کر رہے ہیں؟ آپ نے کہا تھا کہ ہم آئی ایم ایف سے پیسے نہیں لیں گے۔ آپ نے بجلی مہنگی کر دی ہے، صنعتکار مر گیا ہے۔ آپ جائیں اور جا کر صنعتوں کو دیکھیں وہاں پروڈکشن ختم ہو گئی ہے۔ ہمارے پاس انڈسٹری کا بہت بڑا شعبہ ٹیکسٹائل کا ہے لیکن اس وقت ٹیکسٹائل انڈسٹری زیرو پر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پر بہت زیادہ ٹیکسز لگا دیئے گئے جبکہ ہمیںindustrialist کوtax free zone قرار دینا چاہئے تھا۔ آپ ان سے ضرور ٹیکس لیں، ضرور اپنے محاصل پورا کریں مگر خدا کے لئے اپنی اس انڈسٹری کو تو تحفظ دیں جو پوری دنیا میں ایک نام رکھتی تھی کہ پاکستان کی ٹیکسٹائل انڈسٹری سب سے بڑھ کر ہے لیکن وہ اب زیرو ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر! پرائس کنٹرول کمیٹیوں کا حال دیکھ لیجئے۔ آپ کی پرائس کنٹرول کمیٹیاں کہاں ہیں، آپ کی ٹائیگر فورس کہاں ہے ہمیں بھی تو دکھائیے کہ انہوں نے اب تک کیا کام کیا ہے؟ آپ صرف دعوے کرتے ہیں اور نعرے لگاتے ہیں۔ آپ نے اس ملک کے ساتھ جو مذاق کیا ہے، اس عوام کے ساتھ جو مذاق کیا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ! پلیز،wind up کیجئے باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

محترمہ صبا صادق: جناب سپیکر! میں wind up کر رہی ہوں۔ یہ کوئی سیاسی speech نہیں ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ ہمیں واقعی اس عوام کے ساتھ مزید دھوکا نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں اس عوام کو ریلیف دینا چاہئے، ہمیں عوام کو سستے داموں خوراک دینی چاہئے اور ہمیں ادویات سستے داموں فراہم کرنی چاہئے۔ آپ جائیں اور جا کر دیکھیں لوگ سڑکوں پر بھوکے امڈ آئے ہیں۔ میں کل ایک جگہ کھڑی تھی تو وہاں پر ایک معذور شخص آیا اور اس نے کہا کہ خدا کے لئے مجھے روٹی لے دیجئے میں نے دو دن سے روٹی نہیں کھائی ہے۔ یہ ہر اس شخص کا حال ہو گیا ہے کہ جو متوسط طبقہ سے ہے۔ آپ کسی جگہ بھی جا کر دیکھ لیں خواہ وہ دیہات ہے، خواہ وہ لاہور شہر ہے خواہ وہ ہمارا جنوبی پنجاب ہے کسی جگہ پر بھی گورنمنٹ کی لاء اینڈ آرڈر کی vigilance نظر نہیں آئے گی۔ لوگوں کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں ایک ایسی حکومت چاہئے جو عوام کی نبض پر ہاتھ رکھے، جو عوام کو ریلیف دے اور جو مہنگائی کو کم کرنے کے لئے اقدامات کرے۔ میں ان کے وزیراعلیٰ کو یہ تجویز دوں گی کہ اگر آپ کے اندر capacity نہیں ہے تو آپ کو resign کر دینا چاہئے اور آپ نے اس صوبے کو جو انتقامی نشانہ بنایا ہوا ہے اس کو ختم کر دینا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ راشدہ خانم!

محترمہ راشدہ خانم: جناب سپیکر! پہلے تو میں آپ سب لوگوں کو سلام کرتی ہوں۔ میں جو بات کہنا چاہتی ہوں آپ اس پر غور کرنا۔ میں نے دیکھا ہے کہ پچھلی حکومت میں انہوں نے شادیوں پر one dish کر دی تھی، 80 فیصد لوگوں نے اس کو قبول نہیں کیا لیکن چلیں ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے چار گھنٹوں کا ٹائم مقرر کیا جو بہت اچھی بات تھی۔ جن لوگوں کے پاس پیسا ہے انہوں نے خرچ ہی کرنا ہے۔ تیس، تیس لاکھ روپے صرف ہال کی سجاوٹ کے لئے خرچ کئے جاتے ہیں۔ میرے اپنے رشتہ داروں نے تیس، تیس لاکھ روپے اس پر لگائے ہیں اور پندرہ، پندرہ لاکھ روپے مہندیوں پر لگائے ہیں۔

جناب سپیکر! میرا یہ بل منظور کیا جائے کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ 50 ہزار روپے صرف سٹیج کی سجاوٹ کے لئے رکھیں۔ ہمارے سامنے گتا وا سا رکھ دیا جاتا ہے، اس کے علاوہ آپ دو ڈشیں کر دیں اور 50 ہزار روپے سٹیج کی سجاوٹ کے لئے کر دیں۔ اس میں نا صرف خالی کرسٹل کی

لڑیاں ہوتی ہیں اور کرسٹل کی سجاوٹ ہوتی ہے ایسا بے شمار ہوتا ہے ایسے لگتا ہے کہ ہم جیسے جنت کے کسی ٹکڑے میں پھر رہے ہیں۔ پلیز! آپ میرے اس بل کو منظور کریں۔ میں سب لوگوں سے درخواست کرتی ہوں کہ یہ فضول خرچی بند کریں۔ شکریہ

جناب چیئر مین: جی، بہت شکریہ۔ آپ ابھی بول رہی ہیں۔

محترمہ راشدہ خانم: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہوگی، جن کے پاس پیسے ہیں وہ پیسے لُٹا رہے ہیں، پاکستان میں کہاں غربت ہے؟ ہمارے اپنے گھر میں 14 گاڑیاں کھڑی ہیں۔ اب آپ مجھے بتائیں کہ یہ غریب ہیں؟ میں اس بہن کو صرف جواب دینا چاہتی ہوں کہ رمضان سے پہلے میں سارے یوٹیلٹی سٹور پر پھری ہوں as an MPA I was only one اور باقی میری دوسری ٹیم تھی۔ یقین کریں کہ اتنا اچھا سامان تھا، میں ایک ایک دال کی، چینی، اور آٹے کے تھیلے سب کو دیکھ رہی تھی۔ یہ سب بکواس ہے، کوئی غربت نہیں تھی سب کو ایک ایک بندے کو ایک ہی راشن دیا جارہا تھا، دودو بندوں کو راشن نہیں دیا جاتا تھا پھر اس کے علاوہ میں نے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: جی، order in the House. جناب خلیل طاہر سندھو! سادہ لوح لوگوں کو بھی space ملنی چاہئے۔ جی، سید حسن مرتضیٰ!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ شادی دیاں کافی اچھی اچھی تجویزاں آیاں نیں۔ واقعی اُناں نوں خرچ گھٹ کرنا چاہیدا اے۔ شادیاں دا رجحان وی بڑا ودگیا اے، تن تن ہوریاں نیں، چار وی ہو جانڑ گیاں۔

جناب سپیکر! مہنگائی اور price hike تے گل ہو رہی سی، مینوں وی بولن دا موقع دتا۔ گزارش اے وے کہ جدوں دی ایہہ حکومت آئی اے، پہلے وی شاید انج ہوندا ہووے اسیں اُدوں وی حکومت وچ نئیں ساں لیکن ہُن وکھیئے کہ جس چیز دی قیمت ودھدی اے اوندے اُتے ساڈے وزیراعظم وی نوٹس لیندے نیں تے نوٹس توں بعد اوندی قیمت اک واری انج اتے جاندی اے کہ غریب آدمی دے وس وچ او نئیں رہ جاندی۔ چینی تے نوٹس لیا تے اوہ -/45 روپے توں -/90 روپے تے چلی گئی۔ دوائیاں تے نوٹس لیا، اوہ 500 فیصد مہنگیاں ہو گیاں، آٹے

تے نوٹس لیا تے اوہ -/700روپے توں -/800روپے دا بیگ لبھدا سی ہُن -/1250 تے اَپڑ گیا۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: جی، .order in the Houseجی! آپ بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پٹرول تے وی اک نوٹس لیا گیا، دو مہینے تاں لبھیا نہیں، دو مہینے بعد جدوں نوٹس لیا اے میں مبارکباد دینداں اس حکومت نوں کہ اُناں نے بارہ گھنٹاں وچ پٹرول دا مسئلہ حل کر دتا اے۔ عوام نوں لیٹر پیچھوں -/25روپے دا ٹیکہ لا کے بارہ گھنٹیاں دے اندر اوہنوں مارکیٹ دے وچ available کر دتا۔ ہُن ہر بندے نوں لبھ ریا اے۔ اپنڑے سہولت کاراں نوں فائدہ دین لئی اک رات دے وچ کوئی تِن ہزار ارب روپے دا ٹیکہ لایا گیا تے اس تے وی شادیانے وجائے گئے۔ اس تے وی بغلاں وجا کے اوہنوں celebrate کیتا گیا کہ ایس بحران تے قابو پا لیا گیا اے۔ حالانکہ ایہہ عمرانی حکومت دراصل بحرانی حکومت اے۔ ایہہ ہر روز اپنے لئی اک نواں بحران پیدا کر دیندی اے۔ ایہہ ہر روز اپنے مالی سہولت کاراں نوں فائدہ پہنچان لئی، اپنے financials نوں فائدہ پہنچان لئی ایہہ اک نیں۔ بحران پیدا کردے نیں اور صرف اس بحران نوں دور کرن دی شکل وچ اپنے مالی سہولت کاراں نوں فائدہ پہنچاندے نیں۔ عوام ٹکے ٹوکری ہو گئی اے۔ ہسپتالاں وچ چلے جاؤ دوائی نئیں لبھدی۔ سکولاں وچ چلے جاؤ تعلیم نئیں لبھدی۔ یونیورسٹی، لاہور دے اندر تہاڈی کھاڈی دے تلے engineering university دے وچ اساتذہ دیاں تنخاہواں کٹ کے تے عملے دیاں تنخاہواں کٹ کے اُناں وچ کٹ لا کے کیڑی تعلیم نوں promote کیتا جارہیا اے؟ اس پنجاب دے اندر مہنگائی ودھن دی ریشو ویکھوں تے غریب ملازم دی تنخاہواں دا عالم ویکھوں کہ غریب ملازم نوں ایک فیصد وی ریلیف نیں دتا گیا۔ ایہہ شرم دا مقام اے، 483۔ارب روپیہ NFC دے وچوں فیڈرل گورنمنٹ ساڈا کھا گی اَے، ساڈے پنجاب دے نال 483۔ارب روپے دی ڈکیتی ہو گئی اے، کیا اگر اوہ 483۔ارب روپیہ آجاندا تے ساڈے غریب ملازمین دیاں تنخاہواں 10 فیصد نیئں ودھ سکدیاں سن؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر! سارے بول رہے نیں یا اینہاں نوں بولن دیو؟

جناب چیئر مین: سید حسن مرتضیٰ! اپنی بات جاری رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! تائید کررہے نیں۔ گزارش اے کہ میں سندھ گیاں، میرے سارے دوست آکھدے نیں کہ سندھ دے بڑے برے حالات نیں۔ میرے نال کجھ میرے دوست، میری بھیناں تے بھراوی نال گئے نیں۔

جناب سپیکر! میں اج اس ہاؤس دے وچ ہر ممبر نوں across the board چاہے او اس سائیڈ تے بیٹھا اے چاہے اُس سائیڈ تے بیٹھا اے۔ میں arrange کرداں اُناں نوں سندھ وکھانداں۔۔۔(قطع کلامیاں)

ایک معزز خاتون ممبر: سندھ کی صفائی کروالیں۔ حالات بہت بُرے ہیں۔

جناب چیئر مین: جی، order in the House. سید حسن مرتضیٰ! آپ بولیں۔

سید حسن مرتضیٰ: گل کرلئی اے۔ گھر دی کروصفائی فیر باہر دی سوچنا، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: جی، please order in the House.

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اُناں نوں بولن دیو میں نال نال کی رکھاں گا تسی ناں تکلیف کرو۔ گزارش یہ ہے کہ میرے نال چلن میں اُناں نوں سندھ وکھانداں، او صوفیاء دی دھرتی وکھانداں، او پیار ونڈن والیاں دی دھرتی وکھانداں۔ اے آپے آکے اتھے قصیدے نہ پڑھن تاں میرا کن پھڑلینا۔ اُناں دا road infrastructure وکھوتے اتھے حالات ویکھو۔۔۔

ایک معزز خاتون ممبر: ہم نے سندھ کو دیکھا ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: اے کدی رائیونڈ نئیں گئی جیڑھی سندھ دے قصے سنارہی اے۔(قطع کلامیاں)

جناب چیئر مین: جی، Please order in the House. دیکھیں! جب آپ کی باری آئے گی تو آپ بول لینا۔

ایک معزز خاتون ممبر: بارش ہوتی ہے تو پانی آتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! کیا بارش ہوے تے تیزاب آوے؟ بارش ہوے تے پانی آنا اے تیزاب تے نیں آنا۔ کرماں والی اے! تیزاب دی امید رکھ کے بیٹھی ایں۔

جناب چیئرمین: جی، پلیز! آپ اس طرح نہ کریں۔ سید حسن مرتضیٰ! پلیز آپ بولیں۔ please address to the chair

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں تاں جناب نوں address کر رہیا، میں تاں اُناں نوں کر ہی نہیں رہا او ایویں ناراض ہو جاندیاں نیں۔ گزارش یہ ہے کہ ساڈی حکومت deliver کرن وچ ناکام ہو چکی اے۔ ساڈی حکومت دی کوئی کارکردگی نیں، کوئی governances نہیں اور جس طرح میرے توں پہلے میری بہن صبا صادق گل کر دیاں مطالبہ کر رہی سن کہ اُناں نوں فی الفور استعفیٰ دینا چاہیدا اے، ساڈے وزیر صاحبان۔ اُنہاں ساڈے ول وی وزیر اُنہاں ہی ہوناں وزیراں دی ایک لاٹ اے جیہڑی ایدوں اُدے جاندی تدوی وزیر اُدوں ایدے آندی تدوی وزیر وزیر اُنہاں ہی ہونا اے کوئی پریشانی والی گل نیں سپیکر وی تُساں ہی ہونا اے صرف اسیں چاہندے ہاں کے اے چہرے بدل جان تاکہ ساڈی عوام دے حالات بدل سکن۔

جناب سپیکر! انتہائی بُرے حالات نیں تہاڈی گورنمنٹ دی کوئی رٹ نیں اے تھانیاں دے وچ اُسے طرح ای سارا نظام چوڑ ہویا پیا اے۔ سکول تباہ نیں، ہسپتال تباہ نیں، سڑکاں ساڈیاں تباہ ہویاں پیاں نیں، ساڈے اپنے جیہڑے حقوق نیں اُوہ وفاق نے غصب کر لے نیں این ایف سی اور اٹھارویں ترمیم دے درتے نیں جنہاں دی وجہ توں آج صوبے stable ہوئے نیں، صوبے صوبائی خود مختاری نال اُنہاں دی شناخت نال فیڈریشن مضبوط ہوئی اے، federating unit مضبوط ہون گے federation مضبوط ہوئے گی آج اے ساڈے دشمن دی اکھاں وچ وی چبھ رہی اے۔ آج اے ساڈی جیہڑی مضبوطی ہے اے انہاں نوں تکلیف دے رہی اے اور میں اے ہن بازگشت سن رہیاں کہ ساڈے جیہڑے سرکاری ملازمین نے اُنہاں دی پانچ سال سروس کھٹا دیو اور اُنہاں نوں کوئی گولڈن ہینڈ شیک دے دیو او جدوں ریٹائرمنٹ توں بعد کم نیں کر دے تے اُنہاں نوں تنخواہ لین دا کی حق ہے اے وی ہون جا رہیا اے۔

جناب سپیکر! کڈی شرم دی گل اے جیدوں اسیں کسی فرد واحد نوںextension دینی ہوندی اے تے ساڈی ساری حکومت ہلی ہوئی ہوندی اے اور اُوspeciallyاجلاس کر extensionsدیندے نیں اور جدوں پنجاب دے غریب مظلوم جیہڑے ملازمین نیں جس دے وچ ساڈے افسران وی نیں اے سیکرٹری صاحبان ایتھے بیٹھے نیں انہاں دی وی عیاشیاں دے وچوں پنج سال کھٹائے جارہے نیں، اے پنج سال انہاں نے مزید سواد لینے سن لیکن کھٹائے جارہے نیں میں انہدی پُرزور مذمت کرناں۔

جناب سپیکر! اگر تُسی ایس حکومت تے غور کرو کہ جدوں کسے issueتوں توجہ ہٹانی ہوندی اے اُدوںnon issuesنوں چھیڑ دتا جاندا اے۔ جس طرح جناب جہانگیر ترین نوں safe exitدیناسی تے اُس وقت اک سنتھیا رچی نوں کھڑا کر دتا اُہ شریف آدمی نوں ملک وچوں بھجاناسی پنج سال اُنہوں ورتیا اے اُنہدا جہاز ورتیا اے، اُہندے کولوں خرچے کروائے نیں پنجا سالاں بعد اُس وچارے نوں چور بنا کے بھجا دتا اے۔ میدان وچ سنتھیا رچی لے آئے نیں۔ سیاست داناں دیcharacter assassinationایس عروج تے ہے کہ سندھ دے اندر خورشید شاہ ساڈی پاکستان دی سیاست دا شریف النفس انسان جنہے پوری پارلیمنٹ نوں ہمیشہ جوڑن دی کوشش کیتی اے، جنہے پارلیمنٹ نوں اکٹھیاں کرن دی کوشش کیتی اے، اک سال توں اندر پیا اے اور انہدے اُتے کوئی ریفرنس نیں اے، کوئی کیس نیں یار اندر رکھو انتقامی کارروائی کرو، اسیں قطعاً تہاڈے کولوں نہیں نس دے لیکن اسیں تہانوں گزارش کردے ہاں کہ کوئی کوڑا سچا کیس تے پا دیو کوئی اپنے غلط ایکٹ نوںjustifyتے کرو۔

جناب چیئرمین: سید حسن مرتضیٰ! ہنwind upکرلوں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میںwind upہی کررہاہوں ہاں۔ (قطع کلامیاں)

خدا دا واسطہ اے بی بی مینوںwind upکرلین دیو پوری قوم روندی پئی اے۔۔۔

جناب چیئرمین: جی، سید حسن مرتضیٰ!please address to the chair

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! گزارش اے ہے کہ کوئی آدمی نئی پوچھ رہیا اے اے لحہِ فکریہ کے اُہ بندہ اک سال توں جیل وچ پیا اے تے کوئی نیں پوچھ رہیا اور اہنوں اندر رکھن والی وی اک

وڈیوای سی جنیے انہوں اندر رکھیا ہویا اے۔ کسی بندے نیں اُنہدے کولوں نیں پچھیا کہ کرماں والیا اے وڈیو کتھوں آگئی اے۔ ایس وڈیو دی حقیقت کی اے کوئی کمیشن نیں بنیا کوئی انکوائری نیں ہوئی، میں تہانوں گزارش کرناں میں بہتا ٹائم نیں لینداتہانوں میں اے گزارش کرداں کہ خدارا، خدارا ایس قوم تے رحم کرو تُسی تبدیلی دا کہہ کہ اے سو تُساں تے دُھوڑاں پٹ دتیاں نیں اُہ اک ٹرک ڈرائیور سی تے اُہ اپنے ٹرک تے اپنے شاگرد نال ٹرک تے سفر کر رہیا سی وچاریاں نوں کیتے بُھک لگی اک ہوٹل تے اُتر کے روٹی کھان لگے تے اُستاد نیں کہیا اے ٹائر لگدا اے پنچر اے۔۔۔

(اذان عصر)

جناب سپیکر! ڈرائیور نے ٹرک روکیا تے ٹائر بدلیا تے روٹی کھان لگ پئے جدوں روٹی کھا کے اُٹھے تے جیک لانا یاد نیں سی رہیا انہاں اک اک پکا سگریٹ پیتا اُستاد نال بہہ گیا تے شاگرد ٹرک چلان لگ پیا، شاگرد نے ریساں دینیاں شروع کر تیاں گڈی جیک تے سی تے ٹائر اُتھے ہی گھومی جاوے کافی دیر بعد اُستاد نوں ہوش آئی تے اُہنے پچھیا کیتھے پہنچے ہاں تے شاگرد نیں دسیا کہ اُستاد جی اُنج تے کوئی نیں پتا اک ہوٹل تے آئے ہاں پچھ لیندے ہاں تے باہر منہ کڈھ کے ہوٹل والے توں پچھدا اے یار اسیں کیتھے پہنچ گئے ہاں اے کیہڑی جگہ اے اُس آکھیا بچے مرجان تُسیں اُتھے ہی کھلوتے اُہ ریساں دے دے کے سارا ہوٹل دیوندا کر دتا اے انہاں نے سارا ملک دیوندا کر دتا اے ٹرک اُیتھے دا اُیتھے ہی کھلوتا اے انہوں جیک توں لاؤ ایہنداا ے ڈیڈ لاک کھولو تد اے چلے گا تے کوئی گل بنے گی وگرنہ نہیں۔

جناب چیئرمین: سید حسن مرتضیٰ! thank you very much! جی، محترمہ عظمیٰ کاردار!

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! بہت شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین: جی، Order in the House

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! اب تھوڑا سنتھیار چی کے بارے میں جواب سن کر جائیں، بیٹھ جائیں، واپس آجائیں۔۔۔

جناب چیئرمین: محترمہ عظمیٰ کاردار! please address to the chair!

محترمہ عظمیٰ کار دار: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ سید حسن مرتضیٰ نے سنتھیا رچی کی بڑی دُکھ بھری داستان on the floor of the House بیان کی تو رونے دھونے سے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یہ ساری کہانیاں اُن کے لیڈران کے ساتھ سنتھیا رچی نے کی ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے تو وہ اُن کو عدالت میں لے جائیں اُن کے خلاف مقدمہ دائر کر لیں۔ یہاں رونے دُھونے سے تو ان کو کچھ نہیں ملنا، اِدھر تو یہ فارغ ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری میری بہن محترمہ صبا صادق ہیں اُن کی جو ہم ساروں نے کہانیاں سنیں اُن کی تو سچائی بجٹ کے اجلاس میں اسی چیز سے ہی ثابت ہو گئی تھی کہ جب اُنہوں نے کہا تھا کہ شوکت خانم ہسپتال میں COVID-19 کا ایک ٹیسٹ 22ہزار روپے میں ہوتا ہے اور میں نے اُسی وقت اُن کو چیلنج کر دیا تھا کہ بی بی اُتنا جھوٹ بولیں جتنا آپ سہار سکتی ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں تو استعفیٰ دے دوں گی اگر وہاں پر 22ہزار کا ٹیسٹ نہ ہوا تو اُن کی کہانیاں وہ جو استعفیٰ استعفیٰ کا کھیل یہ دونوں ممبران ہم ساروں کو جو ایک گھنٹے سے سُنا کر گئے ہیں تو یہ استفعے تو عوام نے ووٹ کی طاقت سے 2018 میں ان ساروں کے دلا دیئے تھے، یہ سارے فارغ ہو گئے تھے اور اسی لئے وزیراعظم جناب عمران خان آج ووٹ کی طاقت سے برسر اقتدار ہیں کیوں پاکستان کی عوام کو پتا چل گیا تھا کہ اُن کے ساتھ کھلواڑ ہوا ہے اور یہ کھلواڑ ان کے ساتھ 35سال سے ہوتا آرہا ہے۔ یہ مہنگائی کی بات کرتے ہیں تو میں ان سے صرف ایک سوال پوچھوں گی کہ انہوں نے اپنے دور میں جو indirect taxes لگائے وہ 85فیصد تھے indirect tax کا مطلب ہوتا ہے کہ جب ایک ماچس کی ڈبی آپ خریدتے ہیں تو ایک غریب اور امیر آدمی اس کی برابر قیمت ادا کرتا ہے تو پھر یہ بتائیں کہ یہ جس مہنگائی کا رونا رو رہے ہیں وہ مہنگائی کا بم عوام پر کون گرا کر گیا؟

جناب سپیکر! ہمارے وزیراعظم وہ واحد لیڈر ہیں جن میں اتنی ہمت تھی کہ جب پٹرول کی قیمت نیچے آئی تو انہوں نے عوام کو -/35روپے فی لٹر relief دیا انہوں نے تو کبھی عوام کو -/4روپے کا relief نہیں دیا اور پھر یہ ہمیں باتیں کرتے ہیں۔ ان کے دور میں چینی -/140 روپے فی کلو تک گئی تھی اب آپ اس کی قیمت دیکھ لیں تو آئیں یوٹیلٹی سٹورز کی بات کر لیتے ہیں۔ ہماری حکومت نے COVID-19 کے دوران 50۔ارب روپے کی سبسڈی یوٹیلٹی سٹورز کے لئے مختص کی۔ اس سبسڈی سے یہ نہیں ہوا جیسا کہ ان کے لیڈران باہر جا کر properties خرید

لیتے تھے باقاعدگی سے یوٹیلٹی سٹورز میں آپ کو19 ایسیitems ملیں گی جن کاrate fixed ہے اوران پر حکومت نے سبسڈی دی ہوئی ہے اس میں آپ کی دالیں، گھی، آٹااور چاول شامل ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران اپوزیشن
کی طرف سے "جھوٹ جھوٹ" کی نعرہ بازی کی گئی)

جناب چیئرمین: جی، محترمہ! اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! اگر ان کو کوئی پرابلم ہے تو ابھی آئیں اور جناب عمران خان کے ساتھ چلیں۔-/860روپے کا20 کلو کا تھیلا ہے اور یہ جتنے تھیلے کہیں گے میں ان کو لے کر دوں گی۔اب جو بجٹ میں جو کہ پیش کیا گیا ہے اس میں مزید50۔ارب روپے کی سبسڈی یوٹیلٹی سٹورز کو دی گئی ہے۔عوام کو یوٹیلٹی سٹوزر سے بہت سہولت ملی ہے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں ان کے دور میں یوٹیلٹی سٹورز نقصان میں جا رہے تھے اور انہوں نے ان سٹورز کا بیڑا غرق کر دیا تھا لیکن اب الحمدللہ یوٹیلٹی سٹورزprofit میں جا رہے ہیں اور عوام کو بھی بہترین سہولت میسر ہو رہی ہے۔یہاں پر جو باتیں مہنگائی کی ہو رہی ہیں تو اصل بات یہ ہے جوhoarding کا طوفان ان کے زمانے میں تھا اور منافع خوروں کا جو میلہ لگا ہوا تھا اس پر ہماری حکومت کریک ڈاؤن کر رہی ہے۔ایسے بے تحاشا لوگhoarding کر رہے ہیں جن کی نشاندہی ٹائیگر فورس کے لوگوں نے کی ہے اور خفیہ طور پر کی ہے اور منوں چینی بازیاب کروائی گئی ہے۔یہ سندھ کی باتیں کرتے ہیں تو آج تک سپریم کورٹ کو یہ جواب نہیں دے سکے کہ وہ جو گندم اسمگل ہوئی تھی وہ کدھر چلی گئی۔

جناب چیئرمین: محترمہ! آپ اپنیspeech wind up کریں کیونکہ کافی وقت ہو گیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! ان کی تو صرف کہانیاں ہیں ان کو کیا پتا ہے کہ ایک کروڑ20لاکھ خاندان ایسے ہیں جن کو 12 ہزار روپے دیئے گئے جس سے ان کی زندگیاں آسان ہوئی ہیں، جس سے ان کے گھروں کے چولہے جلے ہیں۔یہ تو سارا tax payer کا پیسا باہر کے ملک لے گئے انہوں نے منی لانڈرنگ کا ایک زبردست سسٹم بنایا ہوا تھا اور عوام کو انہوں نے بھوک سے مار دیا۔انہوں نے عوام کو تعلیم اور نہ ہی صحت کی کوئی سہولت دی یہ دوائیوں کی بات کرتے

ہیں ان کو کیا پتا کہ عوام کس طرح پس رہی ہے ان کو چھینک آتی ہے تو یہ لندن جا کر اپنا علاج کرواتے ہیں۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ محترمہ !اب جناب بلال یٰسین اپنی بات کریں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر !شکریہ۔ میری غلطی ہے کہ مجھے وقت پر پہنچنا چاہئے تھا لیکن باہر بارش تھی جس کی وجہ سے میں لیٹ ہو گیا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ میں نے اپنے colleague سے پوچھا ہے تو انہوں نے بتایا کہ دس منٹ بات کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے تو میری گزارش ہو گی کہ اگر چند منٹ مجھے اس سے زیادہ دے دیں تو میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا۔ اگر اس کے لئے اپنے کسی دوست بھائی سے request کرنی پڑتی ہے تو میں ان کو بھی equally request کر رہا ہوں کہ ان کے حصے کا بھی کچھ ٹائم مجھے دے دیا جائے۔

جناب سپیکر !جب حضرت یوسف علیہ اسلام کو مصر کے بازار میں نیلامی کے لئے لایا گیا تو بڑے بڑے امراء، بادشاہ اور وزراء ان کے خریدار بن کے بازار میں آئے کیونکہ ان کے حسن کے چرچے تھے تو ایک کمزور، غریب اور لاچار بڑھیا بھی آئی اور اس کے پاس جو بچے کھچے assets تھے اس کے عوض بولی میں شامل ہونا چاہتی تھی تو اس کا تمسخر اڑایا گیا کہ یہاں پر تو بڑے بڑے امراء، بادشاہ اور وزراء کی race لگی ہوئی ہے تو تم یہاں پر کیوں خریداروں میں شامل ہو گئی ہو تو اس نے بڑا interesting answer دیا جو کہ آج تک اتنے عرصے بعد بھی گونجتا ہے۔

جناب سپیکر !اس نے کہا کہ مجھے پتا ہے کہ میں اپنی جو بچی کھچی چیزیں ہیں اس کے عوض حضرت یوسف علیہ اسلام کو تو نہیں خرید سکتی لیکن میں چاہتی ہوں کہ جب کبھی حضرت یوسف علیہ اسلام کے خریداروں کا نام آئے میرا نام بھی اس میں آئے تو اسی چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے میں آج یہاں پر حاضر ہو گیا ہوں حالانکہ کل میری یہاں پر بیٹھے بیٹھے ہی طبیعت خراب ہو گئی تھی تو میں نے آج کے اجلاس میں شرکت نہیں کرنی تھی۔

جناب سپیکر !میں اپنے پانچ سات دوستوں کے ساتھ weather enjoy کر رہا تھا اور ہم کھانا وغیرہ کھا رہے تھے لیکن جب مجھے فون آیا تو میں نے یہ سوچا کہ مجھے بھی اس بڑھیا کی طرح اپنا فرض ضرور ادا کرنا ہے لہٰذا میں اسمبلی پہنچوں لیکن مجھے نہیں پتا کہ میری آواز وہاں تک پہنچتی

ہے یا نہیں مگر میں اپنا فرض ضرور ادا کروں گا تاکہ جب کبھی تاریخ لکھی جائے کہ دنیا اور ہماری عوام مر اور پس رہی تھی تو اس وقت کم از کم میں ہاتھ کھڑا کر کے کہوں کہ جو میں کر سکتا تھا وہ میں نے کیا۔ کم از کم میں نے آواز ضرور بلند کی اور یہی آج میرے یہاں آنے کی وجہ ہے۔ میں کوئی بہت بڑا خطیب نہیں ہوں کہ میں بہت اچھی بات کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میرے آج یہاں آنے کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اس ہاؤس اور اس شہر نے مجھے بہت عزت دی ہے۔ میری پوری جوانی ایوانوں میں کبھی نیشنل اسمبلی، صوبائی اسمبلی اور کبھی کیبنٹ میں گزر گئی ہے تو مجھ پر یہ قرض ہے لہٰذا آج میں ایک نیشنل ڈیوٹی perform کرنے کے لئے یہاں پر کھڑا ہوں۔ یہ الفاظ میں نے کئی مرتبہ یہاں پر دھرائے ہیں مگر میں سچ کہتا ہوں کہ میں اسی لئے یہاں پر کھڑا ہوں باقی مجھے اندازہ ہے کہ اس کے بعد کیا ہونا ہے وہ میں جانتا ہوں اور آپ بھی جانتے ہیں کیونکہ آج wheat crisis, sugar crisis different crisis, اور اس کے بعد مہنگائی کا آج subject ہے تو ان ساری چیزوں کو بطور وزیر میں دیکھتا رہا ہوں۔ میرے پاس food portfolio کے حوالے سے تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ انڈسٹری، ایگریکلچر اور محکمہ لائیو سٹاک یہ تمام محکمے میں خود دیکھا کرتا تھا اور اس سے پہلے جب میں ایم این اے تھا تو مجھے فخر ہے کہ میری لیڈر شپ نے مجھے اس وقت بھی یہ ڈیوٹی دے رکھی تھی۔ میں ان تمام چیزوں کو خود دیکھتا تھا تو مجھے کافی کچھ اپنی لیڈر شپ کے ساتھ بیٹھ کر سیکھنے کا موقع ملا۔ میں نے کتابوں سے کچھ نہیں پڑھا لیکن میں practically اتنا بھاگا ہوں کہ مجھے کافی چیزوں کا ادراک ہے۔ اسی جگہ پر کھڑے ہو کر میں نے آج سے اڑھائی تین ماہ پہلے آدھ گھنٹہ یہاں پر کھڑے ہو کر speech کی۔

جناب سپیکر! میں ریکارڈ پر ہوں تو میں نے future prediction کی تھی شاید میں اسی جگہ پر کھڑا تھا تو میں نے کہا تھا کہ میں آٹے اور چینی کے crisis آتے ہوئے دیکھ رہا ہوں تو میری یہ باتیں ریکارڈ پر ہیں میں نے تو وہ ریکارڈ نکلوالیا ہے میرے پاس محفوظ ہے آپ بھی چیک کر لیں میں نے یہ تمام باتیں تین ماہ پہلے کی تھیں لیکن اس حوالے سے کوئی شنوائی نہیں۔ جناب سپیکر جناب پرویز الٰہی کو میں نے کٹ موشن پر بات کرنے کے لئے request کی تھی جس طرح آج آپ کو request کی ہے تو انہوں نے بھی مجھے آدھ گھنٹہ بات کرنے کا موقع دیا تو میں نے اپنی ان

گزارشات میں بھی یہی باتیںrepeat کیں کہ میں جس طرح پہلے ہی یہ تمام باتیں اس حوالے سے کر چکا تھا تو آج بھی میں ان کوrepeat کر رہا ہوں۔ آج تو سر چڑھ کرcrisis بول رہے ہیں۔

جناب سپیکر!میں نے اس وقت بہت سی باتیں کی تھیں لیکن ان میں سے دو باتیں بہت اہم تھیں جو کہ میں نے کی تھیں جن کو میں آجrepeat کروں گا۔ ایک تو میں نے بتایا تھا کہ ان crisis کا فوری solution کیا ہے کیونکہ مجھے حکومت پر صرف تنقید نہیں کرنی بلکہ مجھے ان کو ان crisis کا solution بھی بتانا ہے اور اس لئے نہیں بتانا کہ میں کوئی ارسطو ہوں اس لئے کہ میرے پاس تھوڑا ساexperience ہے؟

جناب سپیکر!میں نے کہا تھا کہ فوری طور پرreleases کریں سب سے پہلےwheat releases کریں تاکہ آٹے کاcrisis ختم ہو سکے۔

جناب سپیکر!دوسری بات میں نے یہ کہی تھی کہwheat کو فوری طور پر امپورٹ کرنے کا بندوبست کریں اور ہمیں اس حوالے سےon board لیں اور ایک کمیٹی اس حوالے سے بنے جس میں دونوں طرف کے ممبران شامل ہوں اور اس کمیٹی میں حکومتی وزراء بیٹھیں اور decision makers بیٹھیں تاکہ ہمیں پتا چلے اور ہم عوام کو تسلی دیں۔

جناب سپیکر!ایک وجہ تو یہ ہے کہ بدقسمتی کے ساتھ یہ الفاظ کہنے پڑتے ہیں جو کہ ان کو بُرے لگتے ہیں کہ یہ ان کی نااہلی ہے حالانکہ ہمیں کہا جاتا تھا کہ ہمsluggish ہیں تو مجھے نہیں پتا یہ تو تاریخ ہی فیصلہ کرے گی کہsluggish کون تھا؟میں نے اڑھائی تین ماہ پہلے بات کی کہ جی یہ future prediction ہے پھر آج16۔جولائی ہے تو آج سے آگے کا سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر!میں نے غالباً26۔جون کو تقریر کی تھی اس کو بھی بیس دن ہو چکے ہیں تو میں نے گزرے ہوئے کل میں دیکھا ہے کہ ہمارا نیشنل میڈیا بتا رہا تھا کہ وزیراعظم جناب عمران خان نے کہا کہ جو کچھ مرضی کریں اسcrisis سے نمٹیں، گندم درآمد کرنا پڑتی ہے تو فوری درآمد کریں، اگرreleases start کرنا پڑتی ہے تو وہ کریں۔

جناب سپیکر!میں یہ کہنے کی جرأت کر رہا ہوں کہ غلطی ہر بندہ کرتا ہے، عقل والا بھی کرتا ہے اور بے وقوف بھی کرتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ عقل والا کسی کے تجربے سے سیکھ لیتا ہے اور جو بے وقوف ہے وہ بار بار خود تجربے کر کے پچھتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر!اب مجھے یہ کہنا چاہئے کہ میں نے تین مہینے پہلے جو بات کہی وہ اسمبلی میں کہی، کسی ٹاک شو میں نہیں کہی یا کسی سڑک پر کھڑے ہو کر نہیں کہی۔ یہ میرا فورم ہے اور لوگ مجھے یہاں پر بات کرنے کے لئے بھیجتے ہیں لیکن کوئی اثر نہیں ہے۔ آج سے اٹھارہ بیس دن پہلے جب پورا پاکستان چیخیں مار رہا تھا کہ آٹا نہیں ہے، چینی نہیں ہے، پٹرول نہیں ہے۔ کیا کوئی بھی وزیر ایکشن نہیں لے سکتا تھا؟

جناب سپیکر!میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کو تو درمیان سے quiet کر دیتے ہیں اور وزیر اعظم کو بھی سمجھ نہ لگی تو پھر مجھے بھی یہ کہنے دیں کہ پھر ہم سے ہی مشورہ کر لیا کریں چونکہ ہم ان سے زیادہ چیزوں کو سمجھتے ہیں۔ اس وقت یہ حالات ہیں۔ ہمیں اپنی لیڈر شپ کے بارے میں ہر طرح کی تنقید سننا پڑتی ہے، ہم سنتے ہیں اور ہنس رہے ہوتے ہیں کہ کاش وہ وقت آئے کہ ہماری زندگی میں لوگوں کو پتا چلے کہ فرق کیا تھا؟ بڑے اچھے طریقے سے پتا چل گیا ہے، گلی محلوں میں بہت اچھے طریقے سے پتا چل گیا ہے۔ اگر میں آج دوبارہ اس طرف بیٹھا ہوتا جہاں پر میرے یہ بھائی بیٹھے ہیں تو میں وزیر ہوتا تو خدا کی قسم کھا کر کہہ رہا ہوں کہ اتنا comfortable نہ ہوتا جتنا آج ہوں۔

جناب سپیکر!میں ان کے problems کو سمجھتا ہوں ان کے ساتھ ہماری decades کی دوستی ہے ہماری کوئی لڑائی نہیں ہے، میری تو پانچویں term ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں چوتھی پانچویں مرتبہ اس ہاؤس میں آگیا ہوں، ہمارے تو ان کے ساتھ decades کے تعلقات ہیں۔ میں ان کی feelings سمجھتا ہوں، ان کے جذبات میرے تک آتے ہیں میں وہ کبھی leak نہیں کروں گا اور یہ تو ویسے ہی مناسب نہیں ہے۔

جناب سپیکر!میں سن رہا ہوتا ہوں کہ دوست کیا کہہ رہے ہوتے ہیں یہ تو ٹائم کی بات ہے۔ میں نے فلور ملز پر جا کر practically دیکھا ہے کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر!میں یہاں پر کھڑے ہو کر باوضو بات کر رہا ہوں کہ میں ایک فلور ملز کے پاس سے گزرا تو وہاں پر دو تین باؤ ٹائپ لوگ پتلون پہنے ہوئے تھے انہوں نے مجھے دیکھ کر ہاتھ ہلایا تو میں نے کہا کہ شہر کے لوگ ہیں اور شاید میرے حلقے سے ہیں اور اس شہر میں لوگ تھوڑا سا جانتے بھی ہیں۔ ان سے سلام لیا اور ان سے پوچھا کہ کدھر کھڑے ہو تو انہوں نے کہا کہ ہم فوڈ

ڈیپارٹمنٹ سے ہیں آپ کو پتا ہے کہ crisis ہے اس لئے یہاں پر job کر رہے ہیں۔ آپ ہمارے وزیر رہے ہیں اس لئے آپ کو سلام کر رہے ہیں، ان کے ساتھ میری جو conversation ہوئی وہ تو میں نہیں بتاؤں گا۔ ہونا کیا چاہئے تھا؟ آپ یہ پوچھ سکتے ہیں کہ تم نے کیا کرنا تھا یا ہمارا وقت ہوتا تو کیا ہونا تھا؟ جتنی ایجنسیز ہماری تانک جھانک کے لئے لگی ہوئی ہیں وہ ساری ان crisis سے نمٹنے کے لئے لگی ہونی چاہئیں تھیں۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے وہ ملازم فلور ملز کے گیٹ کے باہر کھڑے ہیں اندر نہیں اور انہیں اندر جانے کی اجازت نہیں دی جا رہی، اگر ہمارا دور ہوتا تو وہ ملازم گیٹ کے اندر جاتے۔ بد قسمتی سے یہاں سسٹم چلتا ہے کہ ملازم کچھ پیسے لے کر دستخط کر کے چلتے بنتے ہیں۔ ہم ہوتے تو کیا ہونا تھا؟ ہونا یہ تھا کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں نے اندر جا کر بیٹھنا تھا اور ڈیوٹی perform کرنی تھی، میں یہ نہیں کہتا کہ ہم ہوتے تو وہاں پر پیسے نہیں چلنے تھے بد قسمتی ہے کہ سارا کچھ ہی چلتا ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت یہ اس ملک کی بد قسمتی ہے کہ یہاں پر ہر بندہ یہ کہتا ہے کہ میں پویتر ہوں، میں پاک ہوں مگر افسوس ایسا نہیں ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے اوپر ڈی سی او کا آفس بیٹھا ہونا تھا اور ہم نے یہ ساری چیزیں exercise کی ہوئی ہیں، ڈی سی او آفس کے اوپر سپیشل برانچ کے لوگ بیٹھے ہونے تھے جو اب ہماری مانیٹرنگ کے لئے ہمارے ڈیروں کے چکر لگا رہے ہیں کہ آج کے دھرنے میں کہیں جناب بلال یٰسین کے لوگ تو نہیں گئے ہوئے اور یہ سب کچھ practically ہو رہا ہے۔ ہم ہوتے تو سپیشل برانچ کے اوپر MI بیٹھی ہوتی، جب چار ایجنسیز بیٹھی ہوتیں اور آپ مل مالک ہوتے تو آپ کسی ایک کو تو پانچ دس ہزار دے سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! معذرت کہ میں نے Chair کو کہہ دیا میں آپ کو negativity میں نہیں لے رہا بلکہ میں example quote کر رہا ہوں کہ ایک کو پیسے دے دیتے، دو کو پیسے دے دیتے لیکن تین چار کو تو نہیں دے سکتے چونکہ اتنا تو آپ کو profit ہی نہیں ہونا تھا۔ اس طرح چیزیں خود بخود ٹھیک ہوتی ہیں اور ہم نے اس طرح کیا ہے۔ اس کے بعد اور بھی بہت سارے sources تھے جو ہماری لیڈر شپ use کیا کرتی تھی اب بھی دراصل یہ ہونا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلی تقریر میں یہاں پرpredict کیا تھا اور بد قسمتی ہے کہ مجھے آج پھر دوبارہ دہرانا پڑ رہا ہے کہ اگر آج بھی انہوں نے ہوش کے ناخن نہ لئے اور آج بھی اسےjust ایک تقریر لی اورpoint scoring لی کہ میں ابھی بات کروں گا تو پھر ادھر سے ایک صاحب بولیں گے اور ان کے پاس میرے سے زیادہ اچھے الفاظ اور دانش ہوگی وہ کچھ انگلش کو بھیmix کر لیں گے تو پھر یہ گفتن نشستن برخاستن ہے۔ اگر اس کا کوئی رزلٹ چاہئے تو میں عرض کرتا ہوں کہreleases تو ہو چکیں اور یہreleases ہونے اور وزیراعظم کے آرڈرز کے بعد بھی آٹا ناپید ہے۔ آج آٹا ناپید ہے۔

جناب سپیکر! میں تیسری مرتبہ کہتا ہوں کہ آج آٹا اس قیمت پر نہیں ہے جو گورنمنٹ کیnotified price ہے اور لوگ چیخیں مار رہے ہیں،politically speaking یہ تو ہمارے فائدے کی بات ہے کہ اگر آج لوگوں کو آٹا نہیں مل رہا۔۔۔

جناب چیئرمین: .Order in the House جی، جناب بلال یٰسین!

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! ہونا تو یہ چاہئے کہ جبreleases start ہو جائیں، جب گورنمنٹwheat subsidies فلور ملز کو دے رہی ہے تو پھرIt's a matter of few hours. یہ تو دنوں اور ہفتوں پر جانا ہی نہیں چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اپنی لیڈرشپ سے پوچھ کر نہیں آیا لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ان سے نہیں ہوتا تو ہم آپ کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کی خدمت کے لئے آپ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور آپ کو بتاتے ہیں پھر بھی ٹھیک نہ ہو تو میں یہاں پر لکھ کر دیتا ہوں کہ آپ کم از کم میری اسمبلی رکنیت ختم کر دیں۔ کیا ہم یہاں صرف ٹی اے ڈی اے لینے آتے ہیں اور ہم کیا کر رہے ہیں؟ ہم بولتے بھی ہیں لیکن اس کے بعد پھر کوئی اثر نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ابھی تک شوگرimport نہیں ہو سکی، میں نے پرسوں دنیا ٹی وی پر وزیراعظم کا بیان دیکھا ہے وہ بتا رہے تھے کہ ہر صورت اس سے نمٹیں، کون سی صورت سے نمٹنا ہے؟ صورت ایک ہی ہے کہ نیک نیتی کے ساتھeffort کی جائے لیکن مجھے بتایا جائے کہ کہاں پرeffort ہے؟

جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں کہ effort کہاں پر ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم مافیا سے لڑ رہے ہیں ان کی مافیا کے ساتھ لڑائی ہو رہی ہے۔ جناب عمران خان فرما رہے ہیں کہ میں مافیاز کے ساتھ لڑ رہا ہوں، لڑائی کس کے ساتھ ہوئی تھی؟ شوگر مافیا کے ساتھ لڑائی ہوئی، شوگر مافیا کے ساتھ لڑے تو چینی -/50 روپے فی کلو سے -/90 روپے فی کلو ہو گئی۔

جناب سپیکر! میں ان کی efforts بتا رہا ہوں کہ یہ مافیاز کے ساتھ لڑ رہے ہیں، جناب عمران خان کی effort ہے کہ وہ آٹے کے مافیاز کے ساتھ لڑ رہے ہیں اس کے نتیجے میں آٹے کا بیس کلو کا بیگ -/700 روپے سے آج -/1200 روپے میں بھی نہیں مل رہا، یہ ان کی مافیاز کے ساتھ لڑائی ہے۔ یہ لڑ رہے ہیں کہ ہم sluggish ہیں، ہم dishonest ہیں، ہم کرپٹ ہیں، یہ تو عوام فیصلہ کرے گی کہ کون sluggish ہے، کون dishonest ہے اور کون کرپٹ ہے۔ یہ مافیاز کے ساتھ لڑ رہے ہیں یہ وزیر اعظم کہہ رہے ہیں میں نہیں کہہ رہا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ڈالرز کے مافیاز کے خلاف لڑ رہا ہوں، -/100 روپے کا ڈالر آج -/170 روپے میں ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز! wind up کیجئے۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! میں نے تو آپ سے request کی تھی کہ مجھے کچھ ٹائم دے دیں۔

جناب چیئرمین: تقریباً پندرہ منٹ سے بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! یہ پٹرول کے مافیاز کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین .Order in the House please جی، جناب بلال یٰسین!

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! یہ پٹرول کے مافیاز کے ساتھ لڑ رہے ہیں اور -/75 روپے پٹرول کا لٹر آج -/100 روپے میں ہے۔ اللہ دے واسطے تسیں نہ لڑو سانوں مرن دیو، سانوں مرن دیو۔ آپ مافیاز کے خلاف لڑ رہے ہیں، آپ نوٹس لے رہے ہیں؟ اندازہ کریں کہ ہو کیا رہا ہے؟ prediction یہ ہے کہ ---

جناب چیئرمین: .Order in the House جی، جناب بلال یٰسین!

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! پرائس کنٹرول کی طرف آئیں، میرے انتہائی قابل احترام بھائی انڈسٹری منسٹر میاں محمد اسلم اقبال بیٹھے ہیں یہ فیلڈ کے بندے ہیں ہمارا ایریا اور شہر بھی common ہے اور بھی بہت ساری community ہے لیکن کم از کم مجھے یہ تو کہنے دیں چونکہ میں نے یہ ساری چیزیں کی ہوئی ہیں۔ میں نے بطور چیئرمین پرائس کنٹرول کمیٹی بھی کام کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ میں ایک نکما آدمی ہوں، میں نے تو اس دن بھی quote کیا تھا اور ہمارے وزیر قانون نے سنا تھا میں نے کہا تھا کہ شاید ضرور پوچھ لیں گے، اس وقت جو چیف سیکرٹری ہیں ان سے ہی پوچھ لیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر on record کہہ رہا ہوں کہ اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو آپ کم از کم میری ممبر شپ ختم کریں۔ چیف سیکرٹریز سمیت آپ کے فیڈرل سیکرٹریز، آپ کے IGPs، میں نام لیتا ہوں کہ ہمارے دور میں کیپٹن عارف نواز آئی جی رہے ہیں، میں وزیراعلیٰ کی بات نہیں کر رہا ان سے پوچھیں کہ کیا یہ گھنٹوں میری پرائس کنٹرول کی میٹنگ میں موجود ہوتے تھے اور کیا یہ 36 کے 36 اضلاع میں ہمارے ساتھ visit کیا کرتے تھے؟ جتنے DPOs، جتنے DCOs تھے وہ ہمارے ساتھ visit کیا کرتے تھے۔ ہم قیمتوں کی نوٹیفکیشن کے لئے وہاں فجر کے وقت جایا کرتے تھے؟ تو سب چیزوں کا جواب ہاں میں ملے گا اور پرائس اس طرح کنٹرول ہوتی ہے، جو پرائس notified نہیں ہے اس کا display چھوڑ دیا کرتے تھے۔ اس سارے کام میں کتنا ٹائم لگتا ہے۔

جناب چیئرمین: پلیز wind up کریں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! یہ ساری چیزیں ایک ہفتے میں ٹھیک ہوتی تھیں، ہم اس ایوان میں بات کرنے کے لئے آئے ہیں اگر اس بات کے لئے بھی مجھے request کر کے بھی پانچ منٹ نہیں ملنے تو پھر میں یہاں پر کیا کرنے آتا ہوں؟

جناب چیئرمین: آپ کو بات کرتے ہوئے 18 منٹ ہو چکے ہیں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! میں نے باقی دوستوں کے ذریعے بھی request کی ہے کہ کم از کم مجھے بات تو کرنے دیں، میں criticism نہیں کرتا لیکن مجھے بات تو کرنے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ wind up کر لیں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! مجھے کچھ تجاویز دے لینے دیں۔ میں سب سے پہلے پرائس کنٹرول کے لئے بات کرتا ہوں کہ پرائس کنٹرول میکنزم انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے under ہے میرے بھائی مجھ سے زیادہ سمجھتے ہیں یہ مجھ سے زیادہ قابل ہیں۔ ان کی روزانہ کی بنیاد پر میٹنگ ہوتی تھی اور جب چیزیں settle ہوتی تھیں تو ہم انہیں twice a week پر لے جاتے تھے۔

جناب سپیکر! اس میں ایک slide ہوتی تھی جس میں magisterial action جو مجسٹریٹ ہوتا تھا وہ گلی محلے بازاروں میں پرائس چیک کیا کرتا تھا۔ جناب! آج کیا ہو رہا ہے؟ بعض اوقات مجسٹریٹس کی کم تعداد available ہوتی تھی تو پھر محکمہ قانون کسی آفیسر کو notify کر دیتا تھا کہ آپ کے پاس مجسٹریٹ کی powers ہیں اور آپ جا کر قیمتوں کو کنٹرول کریں۔ آج عملی طور پر کیا ہو رہا ہے؟ آج اس تپتی دھوپ اور حبس کے موسم میں مجسٹریٹ اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا ہے اور اس کا اردلی اور کلرک اس کی وائرلیس اور گاڑی لے کر گلی محلے اور بازاوں میں گھوم رہے ہیں۔ وہاں پر کیا ایکشن ہوتا ہے؟

جناب سپیکر! فرض کریں کہ میں ایک دکاندار ہوں، میرا کریانہ سٹور ہے اور اگر میں ان کے ساتھ logically بات کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو میری کوئی شنوائی نہیں ہے۔ سیدھا پرچہ درج کیا جاتا ہے اور دکاندار کو lockup میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جس کو lockup میں بند کیا جاتا ہے اسے وہاں سے bailout ہونے کے لئے دس یا بارہ ہزار روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں۔ یہ bailable offence ہے۔ وہ دکاندار پاگل ہی ہو گا جو دوبارہ ان اہلکاروں کے ساتھ بحث کرے گا۔ ان اہلکاروں نے پانچ ہزار روپے ہر روز فی دکان fix کر لیا ہوا ہے اور یہ اہلکار تو صرف collection پر لگے ہوئے ہیں لہٰذا وہ پرائس کنٹرول نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین: جناب بلال یٰسین! آپ بیس منٹ بات کر چکے ہیں۔ اب تشریف رکھیں کیونکہ ابھی بہت سے معزز ممبران نے بات کرنی ہے۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! میں اپنی جماعت کے معزز ساتھیوں سے گزارش کرلیتاہوں کہ وہ اپنا وقت مجھے دے دیں۔ حزب اختلاف کی طرف سے جس معزز ممبر نے بات کرنی ہے میں ان سےrequest کرلیتاہوں اور آپ مجھے اس کا وقت دے دیں۔ آپ یہ تو کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب بلال یٰسین! آپwind up کر لیں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! میں کوئی تنقید نہیں کر رہا بلکہ ہم نے جوexperience کیا ہے اس کوshare کر رہا ہوں۔

چودھری افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ میراtime جناب بلال یٰسین کو دے دیں۔

جناب بلال یٰسین: چودھری افتخار حسین چھچھر! بڑی مہربانی۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: جناب بلال یٰسین! آپ نے تین لوگوں کاtime لے لیا ہے۔ چلیں، آپwind up کر لیں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! آٹے کے حوالے سے وزیر اعظم کی سٹیٹمنٹ چلی ہے کہ فوری طور پر آپ گندمimport کریں۔ اس کیimport کا ایکprocess ہوتا ہے۔ اسprocess کو fulfill کرنے کے لئے اور اس کیshipment کے لئے کئی مہینے درکار ہیں۔ ابھی تک تو یہ صرف "نشستن، گفتن و برخواستن" والی بات ہے۔ ایک اورalarming بات آپ کو بتا دوں کہ کل یا پرسوں سے جب وزیر اعظم نے اس کا مشہور زمانہ نوٹس لیا تو اس کے بعد روزانہ کی بنیاد پر حکومت کے سٹاک سے گندم کیrelease start ہو چکی ہے جو کہ اٹھارہ، بیس ہزار بوری کے قریب ہیں اور اگر ان کو تیس سےmultiply کریں تو یہ ایک مہینے میں پانچ یا چھ لاکھ بوری کے قریب بنتی ہیں۔ آپ نے41 لاکھ میٹرک ٹن گندم کیprocurement کی ہے۔

آپ نے کہا ہے کہ ہم نے تاریخ میں سب سے زیادہ گندم کیprocurement کی ہے۔ بالکل کی ہے، میں نے پچھلی دفعہ کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ واقعی انہوں نے41 لاکھ میٹرک ٹن گندم کیprocurement کی ہے۔ جب لوگ اپنی گندم کوconsume کر لیتے ہیں تو

تب حکومت تین چار مہینوں کے لئے اپنی سٹاک کی ہوئی گندم release کرتی ہے جبکہ انہوں نے تو ابھی سے گندم release کرنی شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے بھی کہا تھا کہ فوری طور پر حکومت اپنے سٹاک سے گندم release کرنا شروع کرے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ فوری طور پر گندم کی import کا بندوبست کیا جائے۔ وزیراعظم کی سطح پر ان چیزوں کو intervene کروائیں تب یہ معاملات ٹھیک ہوں گے۔

جناب چیئرمین: جناب بلال یٰسین! آپ کی تجاویز بہت اچھی ہیں لیکن اب repetition ہو رہی ہے۔ مہربانی کر کے آپ wind up کر لیں۔

جناب بلال یٰسین: جناب سپیکر! میں نے گندم کی releases کی بات صرف ابھی کی ہے۔ یہ repetition نہیں ہے۔ بہر حال میں تو بڑے اچھے جذبے اور دل جمی کے ساتھ یہاں پر کچھ مثبت باتیں کرنی چاہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ میری باتوں سے اگر کسی بہن یا بھائی کا دل دکھا ہے تو میں خود اس کے پاس جا کر معافی مانگ لیتا ہوں۔

جناب سپیکر! میرا مقصد قطعی طور پر کسی کی دل آزاری نہیں ہے۔ میں تو ان کے لئے بول رہا ہوں جو مجھے مجبور کرتے ہیں، جو لوگ مجھے یہ کہتے ہیں کہ ہمیں COVID-19 سے ڈر نہیں لگتا۔ یہ میں اپنی بات نہیں کر رہا بلکہ غریب عوام کی بات کر رہا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں COVID-19 نے اتنا damage نہیں کیا جتنا کہ ہمیں مہنگائی damage کر رہی ہے۔ لوگ مجھے یہ کہنے پر مجبور کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اب مجھے بتائیں؟ میں تو ان کی بات مانوں گا کہ جن کی وجہ سے میں آج اس معزز ایوان میں بطور ممبر بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں عوام کا نمائندہ ہوں اور عوام کے دل کی بات ضرور کروں گا۔ مجھے میرے حلقہ کی عوام کہتی ہے کہ ایوان میں جا کر ہماری آواز اُٹھاؤ، چیخ کر حکمرانوں کو بتاؤ، جناب عمران خان کے آگے ہاتھ جوڑو، اس کے پاؤں پڑو اور اسے کہو کہ خُدا کا واسطہ ہے اب ہماری جان چھوڑ دو۔ ہمیں COVID-19 کچھ نہیں کہتا اور ہم کورونا سے خوف زدہ نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک یا ڈیڑھ منٹ میں COVID-19 کے حوالے سے بات کرنے کے بعد wind up کر لوں گا۔ 21- جون 2020 کو جب یہاں COVID-19 بڑے عروج پر تھا اور جب ایوان میں اس بارے میں بحث ہو رہی تھی تو مجھے بات کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ میری پارٹی نے کہا کہ آپ اگلی مرتبہ بات کر لینا۔ میں یہاں ایوان سے سیدھا ایکسپو سنٹر چلا گیا۔ ایکسپو سنٹر میں کلرکس سے لے کر ایم ایس تک سب لاہور شہر سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ سب مجھے پہچانتے ہیں۔

جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ اس دن میرا بھائی میاں محمد اسلم اقبال بھی میرے ساتھ ہوتا۔ وہاں میں نے جو کچھ دیکھا یا سُنا اس کی میرے موبائل میں سب ریکارڈنگ موجود ہے۔ میرے پاس اس کا pictorial evidence ہے۔ وہاں پر کل تیس لوگ تھے اور وہ سب چیخ رہے تھے کہ خُدا کے واسطے ہمیں یہاں سے نکالو۔ وہاں پر راجن پور، حافظ آباد اور گجرات سے تعلق رکھنے والے لوگ موجود تھے۔ وہ کہتے تھے کہ بھائی ہم نے بیرون ممالک سے پاکستان میں land کیا ہے تو ہمارا قصور کیا ہے؟ ان لوگوں کو وہاں پر کھانا اللہ والے ٹرسٹ کی طرف سے دیا جا رہا تھا اور پانی کوکا کولا والے مہیا کر رہے تھے۔ وہاں پر ریسکیو 1122 والے صرف کلورین ڈال کر سیناٹائز کر رہے تھے۔ چونکہ میں سمجھتا ہوں کہ سب سے سستی sanitization یہی ہے۔

جناب سپیکر! میں ٹیلیویژن پر سُنتا ہوں کہ محترمہ وزیر صحت جو کہ میرے ہی حلقے سے تین مرتبہ الیکشن ہاری ہیں۔ میں ادب سے کہوں گا کیونکہ میں بھی بہنوں اور بیٹیوں والا ہوں۔ وہ میرے لئے بہت ہی قابل احترام ہیں۔ انہیں میرے ہی حلقہ سے تین مرتبہ اللہ کی مہربانی سے شکست ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! میرے حلقہ کے لوگ کہتے ہیں کہ وہ گاڑی میں سے گندہ پانی نکال کر، اسے لہرا کر پورے پاکستان کے لوگوں کو بے وقوف بنا کر چلی گئی ہیں اور آپ نے دس گیارہ کروڑ لوگوں کا صوبہ ان کے حوالے کر دیا ہے۔ صرف ٹیلیویژن پر ہم ان کے سارا دن بھاشن سُن رہے ہوتے ہیں جبکہ عملی طور پر وہ کچھ بھی نہیں کر رہیں۔ میرے موبائل میں یہ بھی recorded ہے کہ وہ حلقہ میں جدھر جاتی ہیں اور جس گلی یا محلے میں جاتی ہیں وہاں پر "go go" کے نعرے لگتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر challenge کر رہا ہوں کہ وہ میری اس بات کو غلط ثابت کر دیں۔ خُدا کے واسطے اتنا دھوکا عوام کو نہ دیں۔ اس ایوان کی وُقّت تب بنے گی جب ہمارے جیسے لوگوں کی چیخوں کو سُنا جائے گا اور اس پر implement ہو گا۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، چودھری ظہیر الدین! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! بلال یٰسین یہاں پر ارشاد فرما رہے تھے۔ مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے کافی مرتبہ یہ بات دہرائی کہ میں یہاں پر اپنے experiences آپ کے ساتھ share کرنے آیا ہوں تاکہ آپ اس سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ اللہ نہ کرے کہ کوئی حکومت ان کے experiences کو دہرائے یعنی جیسے یہ کرتے رہے ہیں اس طرح کرے۔ ان کے دور کی ایک بات مشہور ہے اور میں وہ بتانا چاہوں گا۔ ایک وزیر صاحب اندر بیٹھے ہوئے تھے اور اکیلا چپڑاسی باہر تھا۔ وہ چپڑاسی وزیر صاحب کو اکیلا سمجھ کر اندر چلا گیا اور کہنے لگا کہ جناب کی تنخواہ کتنی ہے؟

جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ ہے۔ اس نے پھر پوچھا کہ میری تنخواہ 12 ہزار روپے کیوں ہے؟ وزیر نے کہا کہ تمھاری تنخواہ اس لئے کم ہے کیونکہ تم چپڑاسی ہو۔ اس نے کہا کہ آپ اندر بیٹھے ہوئے کچھ نہیں کرتے اور میں باہر بیٹھا ہوا کچھ نہیں کرتا تو پھر تنخواہ میں اتنا زیادہ فرق کیوں ہے؟ ان کے ایسے ہی experiences ہیں کہ آپ اندر بیٹھے ہوئے کچھ نہیں کرتے تھے اور آپ کا چپڑاسی باہر بیٹھا ہوا کچھ نہیں کرتا تھا۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جہاں پر بولی ہوتی ہے وہاں پر یہ ضرور پہنچتے ہیں۔ یہ حسن یوسف کی بولی کی خاطر یہاں پر آئے تھے۔ خدارا! آپ اپنے experiences کو اپنے پاس ہی سنبھال کر رکھیں۔ آپ کی طرف سے جو بہت بڑا گڑھا کھودا گیا تھا ہم اس کو پُر کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ہم سب کام اپنی wisdom سے کریں گے لہٰذا ہمیں آپ کے experiences کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اب محترمہ عائشہ اقبال بات کریں گی۔

محترمہ عائشہ اقبال: جناب سپیکر! میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گی کہ مہنگائی کا directly تعلق ڈیمانڈ اور سپلائی سے ہوتا ہے۔ ہم لوگوں نے -/10 روپے فی کلو آٹا خریدا تھا اور اب -/50 روپے فی کلو بھی خرید رہے ہیں۔ اسی طرح آلو کی قیمت -/5 روپے فی کلو بھی رہی ہے اور -/100 روپے فی کلو بھی ہم نے آلو خریدا ہے۔ یہ مہنگائی ایک دن میں نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک continuous process ہے جو ڈیمانڈ اور سپلائی کے ساتھ منسلک ہے۔ سب سے اہم بات ہمارے ملک کی بڑھتی ہوئی آبادی ہے جس پر ایوان میں کبھی بحث نہیں ہوئی۔ جس ratio سے ہماری آبادی بڑھ رہی ہے تو یہ سال 2040 تک دُگنی ہو جائے گی اور پھر آٹا مزید مہنگا ہو جائے گا۔ اسے کوئی بھی حکومت نہیں روک سکتی۔

جناب سپیکر! میں آپ سے التجا کرتی ہوں کہ آبادی کے پھیلاؤ پر ایوان میں باقاعدہ بحث کی جائے۔ ہم یہاں لوگوں کی نمائندگی کرتے ہیں اور یہاں جو بات کی جاتی ہے لوگ اسے سُنتے اور اہمیت دیتے ہیں لہٰذا ہمیں یہاں پر authentic باتیں کرنی چاہئیں۔ پھل اور سبزی کا ریٹ ہمیشہ موسم اور کوالٹی کے حساب سے ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں آم -/100 روپے فی کلو مل رہا ہے اور -/200 روپے فی کلو بھی فروخت ہو رہا ہے۔ ہمارا میڈیا ہمیشہ مہنگی چیز کے بارے میں آواز اُٹھاتا ہے۔ رمضان میں -/400 روپے فی کلو لیموں ہو گئے۔ بھئی! اس کا موسم نہیں ہے۔ جس چیز کا موسم نہیں ہوتا وہ چیز مہنگی ہوتی ہے لہٰذا ہمیں مہنگائی کے حوالے سے technically بات کرنی چاہیے۔ ایک چیز کا کوالٹی کے حساب سے بارہ مہینے مختلف rate ہوتا ہے۔ ہمیں عوام کو صحیح راہ دکھانی چاہئے جس سے وہ اپنی زندگیوں کو صحیح طور پر بہتر کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں آبادی پر قابو کرنے کے حوالے سے پھر آپ سے کہوں گی کہ خدارا! ہم نے اگر آبادی پر قابو نہ پایا تو یہ آٹا ہزار روپے کلو بھی ملے گا۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، محترمہ زہرا نقوی!

محترمہ زہرا نقوی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علی محمد وال محمد وعجل فرجھم۔

جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ آج جس موضوع پر بات کی جارہی ہے وہ پاکستان یا صوبہ پنجاب کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ مہنگائی ایک عالمی مسئلہ بن چکا ہے اور آج کل پوری دنیا اس مسئلے سے پریشان ہے لہٰذا میں سمجھتی ہوں کہ یہاں پر بیٹھ کر اگر ہم ایک دوسرے پر تنقید کریں گے تو اس طرح یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔ ہمیں اس مسئلے کے حل کے لئے اس کے sort level پر جانے کی ضرورت ہے۔ الحمدللہ ہمارا ملک پاکستان لا الہ الا اللہ کے نعرے کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر حکومت میں مہنگائی کا یہ مسئلہ رہا ہے میں اس ایوان کی توجہ دلانا چاہ رہی ہوں کہ حکومت بنانے اور اس انسانی معاشرے کا اصل مقصد کیا ہے یعنی ہم نے کہاں تک پہنچنا ہے۔ ہمارے معاشرے کے اندر مہنگائی کا جن بے قابو ہو رہا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ہم کمالِ انسانی کے ہدف سے ہٹ گئے ہیں، ہمیں پتا ہی نہیں ہے کہ ہماری زندگیوں کا مقصد کیا ہے، ہم نے اچھے کھانے، اچھے پہننے، اچھی جگہ پر رہنے کو اپنے کمال تک پہنچنا سمجھ رکھا ہے۔ جس مقصد کے لئے پاکستان بنایا گیا تھا، اس مملکت خداداد کو حاصل کیا گیا تھا، جس مقصد کے لئے پروردگار عالم نے انبیاء کو خلق کیا تھا، جس مقصد کے لئے اس قافلہ بشریت کو لے کر چلا جانا تھا ہم اُس مقصد سے دُور ہو گئے ہیں، ہم نے پہچانا نہیں ہے کہ ہمارا اصل مقصد کیا ہے، ہمارے بچوں کو تعلیم نہیں دی جاتی۔ ہم فقر مادی کی طرف تو متوجہ ہیں کہ کھانے پینے کی کمی ہو جائے گی جبکہ ہم تو اُس دین کے ماننے والے ہیں کہ جب تمہارے پاس کھانے پینے کی ہر چیز ہو تب بھی تم حالتِ روزہ میں رہو تاکہ تمہیں بھوکوں کی بھوک کا احساس ہو سکے لیکن ہم اس چیز سے دُور ہو گئے ہیں۔ ہمارے سلیبس کے اندر ہمارے بچوں کی تعلیم و تربیت میں یہ چیز شامل ہی نہیں ہے کہ کمال انسانی سادہ زیست میں ہے، اسراف نہ کرنے میں ہے لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ چیزیں بے قابو ہو رہی ہیں۔ جب تک ہم ان چیزوں پر قابو نہیں پائیں گے تو پھر ہمیں اس طرح کی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! الحمدللہ پاکستان اُن ممالک میں سرفہرست ہے جہاں پر زکوٰۃ دینے والے اور خیرات کرنے والے ادارے موجود ہیں جبکہ دوسرے ممالک میں اس طرح کے ادارے اور مخیر حضرات موجود نہیں ہیں۔ پاکستان میں بہت سے لوگ غریبوں کی مدد کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے معاشرے کے اندر مہنگائی کا جن بے قابو ہے یہ ہماری اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہم سب کو مل کر ان مسائل پر مل بیٹھ کر discuss کر کے ان کا حل نکالنے کی ضرورت ہے اور ہم اپنی بائیس کروڑ عوام کو اس قابل بنائیں کہ مہنگائی کے اس مسئلے پر قابو پایا جا سکے۔

جناب چیئرمین: جی، بہت شکریہ۔ اب وزیر صنعت، کامرس و سرمایہ کاری wind up کریں گے۔

وزیر صنعت، کامرس و سرمایہ کاری (میاں محمد اسلم اقبال):

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

ایاک نعبد وایاک نستعین۔

اے اللہ تعالیٰ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تُجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِهٖ وَ عِتْرَتِهٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعْلُوْمٍ لَّكَ

اور تمام تر تعریفیں اُس رب کائنات کے لئے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے اور تمام تر درود پاک نبی رحمت ﷺ کے لئے جن کی خاطر یہ جہاں بنایا گیا۔

جناب سپیکر! اس کو wind up کرنے کے لئے حاضر ہوں لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ اس وقت میری بات سننے کے لئے حزب اختلاف کے دو ممبران کے علاوہ کوئی ممبر نہیں بیٹھا ہوا۔ جتنے بھی معزز ممبران نے اپنی تقاریر میں جو points raise کئے ہیں میں نے وہ سب لکھے ہیں۔ میری خواہش تھی کہ وہ معزز ممبران بیٹھے ہوتے میں اُن کے ساتھ ان points کو discuss کرتا تاکہ اچھے انداز میں تمام چیزوں کو wind up کیا جاتا۔

جناب سپیکر! میں معذرت کے ساتھ یہ بات کروں گا کہ حزب اختلاف کے آخری سپیکر کی ایک تجویز کے علاوہ کسی معزز ممبر کی طرف سے کوئی تجویز نہیں آئی تو میں اُس تجویز کے حوالے سے میں بھی بات کرنا چاہ رہا تھا لیکن seriousness یہ ہے کہ حزب اختلاف کے تمام ممبران

چلے گئے اور ان کے پیٹ میں عوام کا درد بھی بڑا ہے، ان کی سوچ میں بھی عوام کے لئے بڑا درد ہے۔ آج کل درد تو ان کی جیب میں ہے کیونکہ ان کی جیب میں کچھ جا نہیں رہا اگر ان کی جیب میں کچھ جا رہا ہوتا تو ان کا درد ختم ہو جاتا۔ جیب میں کچھ نہ جانے کا درد ہے، otherwise تو کوئی درد نہیں ہے بلکہ ان کا پیٹ تو وہ پیٹ تھا جس پیٹ کے اندر ہر چیز ہی ہضم ہو جاتی تھی جیسے پنجابی میں کہتے ہیں لکڑ ہضم، پتھر ہضم۔ ان کے معاملات کو دیکھا جائے تو یہ تمام چیزوں کو ہضم کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف نے تنقید کی کہ پرائس کنٹرول کا میکنزم نہیں ہے۔ ہم صبح اُٹھ کے منڈیوں میں جایا کرتے تھے، ہم رات کو منڈیوں میں جایا کرتے تھے، ہم یہ کر دیا کرتے تھے، وہ کر دیا کرتے تھے یہ بالکل ایسا کچھ کرتے ہوں گے میں اس بات کا انکاری نہیں ہوں لیکن ہمارا بھی نقطہ نظر ضرور سُن لیا جائے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور ہم نے عوام کے لئے اب تک کیا کیا ہے تاکہ یہ بھی اُن معاملات کو سمجھ سکتے۔

جناب سپیکر! اس میں تو کوئی شک نہیں ہے کہ یہ مہنگائی اور اشیائے خوردونوش کی قیمتوں میں اضافہ ہمارے لئے ایک بہت بڑا چیلنج ہے کیونکہ ایک غریب آدمی نے اپنے limited بجٹ کے اندر اپنے تمام معاملات کو لے کر چلنا ہے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہے۔

جناب سپیکر! میں بالکل agree کرتا ہوں کہ COVID-19 کے دوران مہنگائی کے اشاریے کافی اوپر کی طرف تھے اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ مہنگائی تو ہونی ہی تھی۔ ایک وباء آنے سے جب ملک کنگال ہو جائے گا، جب پیسے نہیں ہوں گے، جب قرضے لے لے کر آپ عیاشیاں کرتے رہے ہیں، جب قرضے لے لے کر آپ سارا پیسا ملک سے باہر بھیجتے رہے ہیں، جب قرضے لے لے کر آپ اپنی اولادوں کو پالتے رہے ہیں، جب آپ قرضے لے لے کر اپنے دامادوں کو پالتے رہے ہیں، جب قرضے لے لے کر اپنے پورے خاندان کو پال رہے ہیں تو بعد میں اس غریب عوام نے ہی بھگتنا ہے اور اس میں تو کوئی شک ہی نہیں ہے۔ آپ مہنگائی کا رونا ٹھیک روتے ہیں لیکن آپ تھوڑا سا اپنی قیادت کو بھی روئیں اور آپ کی قیادت جو گند ڈال گئی ہوئی ہے آپ ہمیں کہہ رہے ہیں کہ ہم دو سالوں میں اُس گند کو ختم کر دیں یہ گند دو سالوں میں ختم نہیں ہو رہا کیونکہ آپ کا گند زیادہ ہے۔ آپ بات ضرور کرتے ہیں لیکن آپ نے کبھی اپنی طرف نہیں دیکھا، آپ

اُدھر کھڑے ہو کر نصیحتیں ضرور کرتے ہیں لیکن کیا ہمارے ضمیر اتنے مُردہ ہو گئے ہیں کہ ہم بات نہیں کر سکتے۔ یہ دیدہ دلیری کے ساتھ بات کریں ناں! یہ ذرا اُٹھ کر اپنی قیادت سے پوچھیں کہ آپ کے اوپر جو کیس بنے ہوئے ہیں، وہ جو کرپشن کرتے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ابھی میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ وہ صوفیاء کی دھرتی ہے۔ بھئی! صوفیاء کی دھرتی آپ نے چھوڑی ہی کب ہے؟ اب وہ mister 10 percent کی دھرتی بن گئی ہے، وہ تو اب ایان علی کی دھرتی بن گئی ہے۔ انہوں نے پنجاب کے بارے میں بات کرنی تھی لیکن درمیان میں وہ سندھ کی بات لے آئے۔ سندھ کے اندر لاڑکانہ بھی ہے۔ وزیر اعظم ادھر تھے، وزیر اعلیٰ ادھر تھے ہر چیز ادھر تھی۔ اس کا حال تو دیکھیں ادھر تو کتے پھر رہے ہوتے ہیں۔ لوگوں کو کتے کاٹ رہے ہوتے ہیں۔ ان کے ہسپتالوں میں vaccination نہیں ہے اور باتیں پنجاب کے حوالے سے کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے اپنی قیادت پر بات نہیں کرنی کیونکہ یہ غلام ہیں اور غلامانہ ذہنیت کے تحت اپنی قیادت کے پیچھے آنکھیں بند کر کے انہوں نے چلنا ہے۔ ان کے یہ معاملات ہیں کہ اُنہوں نے جو کہنا ہے اِنہوں نے کہنا ہے کہ ہو گیا۔ ہماری قیادت ہمیں یہ درس نہیں دیتی، ہماری قیادت ہمیں بولنے کے لئے کہتی ہے اور الحمدللہ ہم اپنی قیادت کے سامنے بھی بولتے ہیں۔ ہمیں عمران خان کے نظریے نے سکھایا ہے کہ جناب عمران خان کی میٹنگ کے اندر بھی ہم بولتے ہیں کیونکہ اس نے ہمیں بولنے کے لئے کہا ہے۔ یہ بے چارے ہاتھ باندھے اس طرح آتے ہیں جیسے رکوع میں کھڑے ہیں اور گستاخی نہ ہو جائے۔ ان کی کیا جرأت ہے کہ اپنی قیادت کے بارے بات کریں۔ ان کو نظر نہیں آتا اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا سوچ اور سمجھ نہیں دی کہ ان کے کیسز کیا ہیں اور کہاں سے پیسے کہاں پر آئے۔ گھر بیٹھے ان کے اکاؤنٹس سے پیسے نکل رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں تو معلوم نہیں کہاں سے آئے ہیں۔ کیا انہیں نہیں معلوم کہ پیسے کہاں سے آئے ہیں۔ یہ ریڑھی اور چھابڑی والوں کے اکاؤنٹس سے پیسے نہیں نکل رہے بلکہ آپ کے اکاؤنٹس سے پیسے نکل رہے ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہمیں کیا معلوم کہاں سے آئے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ان کے روّیے دیکھیں، ان کے ضمیر مردہ ہو چکے ہیں، یہ نہیں بولیں گے بلکہ کبھی نہیں بولیں گے۔ یہ ذہنی طور پر ختم ہو گئے ہیں انہیں صرف ایک ہی لالچ ہے کہ اقتدار چاہئے۔

جناب سپیکر! ہماری منزل اقتدار نہیں ہے۔ ہماری منزل پاکستان کے عام شہری کی خوشحالی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ان کی منزل یہ تھی کہ ہم فیکٹریاں بنالیں، دامادوں اور بیٹوں کو امیر کر لیں۔ ان کی منزل یہ رہی ہے اور ابھی بھی ان کی منزل یہی ہے۔ میں انہیں کہتا ہوں کہ کیا آپ نے سونے کی روٹی کھا کر پھر سونا ہے تو تم کیا کھالو گے اور کتنا جمع کر لو گے۔ دنیا میں نام انہی کے زندہ رہتے ہیں جو کسی خاص مقصد کے لئے لڑا کرتے ہیں۔ ہمیں یہ نہیں کہ ہمارا اقتدار آجائے گا، ہمارا اقتدار چلا جائے گا ہم منسٹر ہیں یا نہیں ہیں تو تھوڑا عرصہ پہلے میں سامنے اپوزیشن میں بیٹھا کرتا تھا، کوئی بات نہیں آج اِدھر بیٹھے ہوئے ہیں لیکن منزل وہی ہے کہ پاکستان خوشحال ہو۔ یہ ٹھیک ہے کہ مافیا کی بات کر رہے ہیں، واقعی اُدھر بات کیا کرتے تھے اور آج مافیا کے ساتھ ہاتھ ڈالے ہوئے مافیا مضبوط ہے کیونکہ آپ نے ہمیشہ مافیا کے ساتھ مل کر اس ملک پر حکومت کی ہے۔

جناب سپیکر! میں آگے بھی بات کرتا ہوں کہ "گناؤ گھٹ، پاؤ لُٹ تے جاؤ پھُٹ" یہ تو آپ نے ہمیشہ کیا ہے۔ یہ آپ کا وتیرہ رہا ہے۔ یہ آپ کا حسن جمال رہا ہے۔ آپ نے بندوں کی قیمتیں لگائی ہیں جس کی جو قیمت ہے اس کو دی اور اس کو ساتھ ملایا۔ آپ کی دو جماعتوں نے تیس چالیس سال حکومت کی ہے۔ آپ نے اداروں کا خانہ خراب اور ستیاناس کر دیا۔ آپ نے ہر ادارے کے اندر اپنے من پسند لوگوں کو میرٹ کی دھجیاں اڑاتے ہوئے داخل کیا ہوا ہے۔ آپ بتائیں کون سا ادارہ آپ کے ظلم و ستم سے بچا ہے۔ میرا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ ہے، آپ کے جو لوگ بڑی بڑی تقاریر کرتے ہیں ان سے پوچھیں کہ جب شوگر ملیں یہاں سے منتقل کرنی تھیں تو انہوں نے کیا کیا۔ آپ جا کر دیکھیں۔ جو آپ نے کیا وہ والے تجربے ہمیں دینے ہیں۔ اللہ نہ کرے کہ وہ تجربہ ہم لیں اور وہ تجربات اٹھا کر پھرتے رہیں۔ ہاں جو آپ نے کیا ہے، جو بُرا کیا ہے اس سے ضرور سیکھ کر اچھائی کی طرف جائیں گے کہ ہم نے یہ کرنا ہے۔

جناب سپیکر! یہ COVID کا مشکل دور ہے لیکن میں اپوزیشن کے ممبران سے کہوں گا کہ یہ میرے ساتھ فیصل آباد آئیں میں چند انڈسٹریوں کے نام پڑھنے لگا ہوں کہ یہ کہہ رہے ہیں کہ انڈسٹری بند ہو رہی ہے تو میں جو نئی انڈسٹری لگی ہے اس کی بات کروں گا جناب محمد طاہر پرویز آپ اس کو لکھ لیں اور اپنی قیادت کو دیجئے گا کہ انہوں نے اس کی verification کرانی ہے۔ وہاں انڈسٹری لگ رہی ہے، روزگار مل رہا ہے جبکہ مشکل حالات ہیں۔ ساری انڈسٹری نہیں کھلی جن وجوہات کی بناء پر نہیں کھلی ہر کوئی جانتا ہے کہ کیوں نہیں کھلی لیکن جو انڈسٹری کھلی ہے اس کے لئے انوسٹمنٹ آ رہی ہے۔ پچھلے دو سال سے ہم کوشش کر رہے تھے وہ انڈسٹری اب لگنی شروع ہو گئی ہے اور باقاعدہ پروڈکشن میں آ گئی ہے۔

EPI solution, Auto Mobile Parts, Cushion Industry, Mattress Industry, Apex Poultry Feed Mill, Chancing Enterprises, Defense Industry, Lahi Trading, Chines Electrical Rickshaw, Pakistan Construction Chemicals, Health capsule, Pakistan Pharma Cuticle, American Electronics, Chaises of Assembling plants, PHN Chemicals

جناب سپیکر! یہ وہ انڈسٹری ہے جو فیصل آباد کے اندر پروڈکشن دے رہی ہے۔ ہم نے انہیں facilitate کیا ہے، ہم investors کو لائے ہیں، آپ ease of doing business میں 137 پر چھوڑ کر گئے تھے ہم 108 پر لے کر آئے ہیں۔ ہم نے کام کر کے دکھایا ہے۔ ہم نے اس کو مزید بہتر کرنا ہے۔ یہاں پر انوسٹمنٹ آ رہی ہے۔ یہاں پر لوگوں کا اعتماد آ رہا ہے، یہاں پر foreign remittances آ رہی ہے اور آپ کے دور کی نسبت پیسے ایسے نہیں جا رہے جیسے آپ بھیجتے تھے۔ آپ تو ہر معاملے میں expert ہیں اور آپ کے جو تجربے ہیں ان سے تو پوری دنیا فائدہ لے گی۔ ماشاءاللہ آپ کو تو دنیا میں جا کر لیکچر دینے چاہئیں کہ اگر کسی حکمران نے ملک میں اپنی عوام کو لوٹنا ہو تو وہ کس طرح لوٹ سکتا ہے اس میں آپ کا تو تجربہ ہی بہت ہے۔ آپ کو ایک ایک لیکچر کے جو پیسے ملیں گے میں کہتا ہوں کہ وہ کمال ہوں گے۔ آپ فکر نہ کریں کہ آپ کی قیادت جو کر گئی ہے سب کو معلوم ہے۔ اب آپ صاف ستھرے بن کر کہتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کیا، ہم

نے تو ایک پیسے اور ایک دھیلے کی کرپشن نہیں کی۔ میں کب کہتا ہوں کہ ایک دھیلے کی کی ہے آپ نے تو اربوں کھربوں کی کرپشن کی ہے۔ یہ دھیلا کیا ہوتا ہے وہ تو بات ختم ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر! ابھی انہوں نے wheat release کے بارے میں بات کی ہے۔ یہ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ آپ نے wheat release کر دی آپ کے سٹاک ختم ہو جائیں گے اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ میں نے تین مہینے پہلے آپ کو کہا تھا کہ جلدی release کریں۔ ہم release بھی کر رہے ہیں اور import بھی کھولی ہوئی ہے۔ ہم سارے معاملات کریں گے۔ آٹے کے تھیلے کی قیمت حکومت نے -/860 روپے مقرر کی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس floor پر کھڑے ہو کر کہتا ہوں اور میں اپوزیشن کو گارنٹی دیتا ہوں کہ حکومت نے آٹے کے تھیلے کی قیمت جو -/860 روپے مقرر کی ہے انشاءاللہ اس پر implement کریں گے۔ جہاں پر کمی بیشی ہے اس کو دور کریں گے، جب releases نہیں تھیں تو آٹے کی قیمت اوپر جا رہی تھی کیونکہ حکومت main stakeholder ہے اور مل مالکان کے ساتھ یہ بھی ایک competitor کے طور پر سامنے آتی ہے تو ہم نے releases کی ہیں۔

جناب سپیکر! اب ensure کریں گے کہ جو wheat release ہو رہی ہے جو آٹا بن رہا ہے وہ مارکیٹ میں آئے اور آٹے کا تھیلا -/860 روپے کا دستیاب ہو۔

جناب سپیکر! جہاں تک چینی کی قیمت کا تعلق ہے تو فیڈرل گورنمنٹ نے ایک کمیٹی بنائی ہے اس کمیٹی کے سربراہ فیڈرل منسٹر انڈسٹریز ہیں۔ اس کمیٹی کے TORs بن گئے ہیں۔ ہم پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار چینی کی قیمت کا تعین کرنے جا رہے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ چینی کی قیمت کیا ہے۔ میں اس وقت فی الحال agree کرتا ہوں کہ مارکیٹ کے اندر چینی کی قیمت زیادہ ہے۔ اس کو کم کرنا ہے تو جیسے ہی فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے کمیٹی جب اپنی حتمی سفارشات دے دے گی تو انشاءاللہ قیمت کا تعین ہو گا۔ ہم اس پر implement کریں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اتنی دیر کنٹرول کرنا اور غریب کی جیب سے جو پیسے جا رہے ہیں ان کو محفوظ کرنا کوئی اتنا آسان نہیں ہے۔ ہم اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بھی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں دو چیزیں آپ کے سامنے رکھوں گا کہ ہم نے جو Anti Hoarding Act کا آرڈیننس بھی جاری کیا اور اس کے تحت معاملات کئے، جنہوں نے ناجائز منافع خوری کے لئے بڑی تعداد میں hoarding کی ہوئی تھی ہم نے وہ بھی پکڑی ہے۔ ان کی amount billions میں بنتی ہے۔ متعلقہ ڈسٹرکٹ کا اسسٹنٹ کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور جو ڈویژنل کمشنر ہے وہ ان کو جب پکڑتے ہیں تو پھر حکومت نے جو قیمت مقرر کی ہوتی ہے۔ اُس قیمت پر مارکیٹ میں بیچ دیا جاتا ہے۔ میرے اندازے کے مطابق تقریباً 3۔ ارب روپے سے زیادہ کی چیزوں کو confiscate کیا گیا ہے جس میں چینی، گھی اور دوسری چیزیں بھی شامل ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ ابھی بات کی گئی ہے کہ پکڑنے کا ایک میکنزم موجود ہے تو پنجاب کے اندر ہوم ڈیپارٹمنٹ کے ذریعے 1150 مجسٹریٹس کو مختلف محکموں سے لے کر nominate کیا ہوا ہے اور لاہور میں تقریباً 65 کے قریب مجسٹریٹ اپنی duties سرانجام دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں کہ یکم جنوری 2020 سے 15۔ جولائی 2020 تک 25 لاکھ 36 ہزار 766 مختلف جگہوں پر checking کے لئے چھاپے مارے گئے اور ان ساڑھے سات ماہ کے اندر 41 کروڑ 88 لاکھ 71 ہزار روپے کے جرمانے کئے گئے۔ اس سے پہلے کی figure بھی میرے پاس موجود ہے اور اس کے بعد جب discussion ہوئی تو انشاء اللہ آپ کے ساتھ share کروں گا۔ اس کے علاوہ اس time period میں 6350 ایف آئی آر کا اندراج کیا گیا ہے اور گرفتاریاں بھی تقریباً 6 ہزار سے اوپر کی گئی ہیں۔ ہم نے ایک mobile application "قیمت پنجاب" introduce کروائی ہے جس کے حوالے سے میں آپ کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ اس کا compliance rate کتنا ہے۔ اس mobile application پر consumer اپنی شکایت درج کرواتا ہے جو تمام اضلاع کے ڈی سی صاحبان کے پاس آتی ہے اور اس شکایت پر وہ step لیتے ہیں۔ تقریباً 38 ہزار 154 شکایات اس mobile application کے ذریعے موصول ہوئی ہیں اور 38 ہزار سے اوپر شکایات پر ہم نے actions لئے ہیں یعنی 99.88 فیصد اس پر compliance rate ہے۔ ہمارے پاس جو شکایت آتی ہے اُس کو حل کر کے بتایا جاتا ہے اور بقایا 120 کے قریب شکایات pending ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر اپوزیشن کے میرے معزز ممبران تشریف رکھتے ہیں جن سے میں request کروں گا کہ اگر اُن کو کوئی شکایت محسوس ہوتی ہے تو وہ اس application پر اپنی شکایت ضرور درج کروائیں اور response time چیک کریں۔ اب پرائس کنٹرول کے لئے حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں اس میں پنجاب انسداد ذخیرہ اندوزی آرڈیننس کا نفاذ کیا گیا ہے تاکہ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف مؤثر کارروائی کی جاسکے جس کی تفصیل میں نے بتادی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ تمام ضروری اشیاء کی مناسب قیمتوں کے فلیکس وغیرہ سب جگہوں پر آویزاں کرنے کی ذمہ داری متعلقہ ایڈمنسٹریشن کی لگائی گئی ہے اور دکان یا کسی بھی سٹور کے باہر اشیاء کی قیمتیں لکھی گئی ہیں تاکہ کوئی زیادہ قیمت charge نہ کرسکے۔

جناب سپیکر! صبح کے وقت سبزی اور فروٹ مارکیٹوں کے اندر ڈپٹی کمشنر یا اُن کے نمائندے، ڈی پی او یا متعلقہ ایس پی وہاں پر جاتے ہیں اور نیلامی کے عمل کے دوران انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ نے جو SOPs جاری کئے ہیں اُن پر عملدرآمد کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ جب میں بطور وزیر صنعت اور چیئرمین پرائس کنٹرول میٹنگ Chair کرتا ہوں تب آئی جی، چیف سیکرٹری اور متعلقہ سیکرٹری صاحبان بھی موجود ہوتے ہیں جبکہ ویڈیو لنک پر تمام کمشنرز، ڈپٹی کمشنرز، آر پی او اور ڈی پی او صاحبان بھی موجود ہوتے ہیں اس لئے میں اِن کو بتانا چاہ رہا ہوں کہ میٹنگ سب افسران کے ساتھ کی جاتی ہے، کوئی دیواروں کے ساتھ نہیں کی جاتی اور ہمیں پتا ہے کہ اختیارات کیا ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ سپیشل برانچ کے نمائندوں کی بھی duties لگائی جاتی ہیں جو مختلف چیزوں کا جائزہ لیتے ہیں کہ کہاں پر خرابی ہو رہی ہے، اُن کی cross report آجاتی ہے اور پتا چل جاتا ہے کہ کس نے کیا خرابی کی ہے؟ اربن یونٹ کی ڈیوٹی بھی لگائی گئی ہے جو ہمیں رپورٹ دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! اسی طرح انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے ڈسٹرکٹ آفیسر، پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن اور Consumer Protection Council کے ملازمین بھی رپورٹ دیتے ہیں لہٰذا ایک ضلع سے ہمیں چار پانچ مختلف قسم کی رپورٹس آرہی ہوتی ہیں جن کو ہم چیک کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جو رپورٹ generate ہوئی ہے اُس کی authenticity کیا ہے پھر چار پانچ

sourcesسے چیک کر کے متعلقہ ڈپٹی کمشنر کوdirectionدی جاتی ہے کہ آپ کے ضلع کے اندر فلاں کام غلط ہو رہا ہے اس لئے آپ ٹھیک کریںotherwiseاُس پر حکومت ایکشن لیتی ہے۔ اس کے علاوہ92 کے قریب کسان پلیٹ فارم بھی سبز منڈیوں اور ماڈل بازاروں کے اندر قائم کئے گئے ہیں تاکہ جو کسان direct اپنی سبزی اور فروٹ وہاں پر لانا چاہے تو اس کو کسان پلیٹ فارم availableہو جس سے کوئی پیسا نہیں لیا جاتا بلکہ اُس کو جگہ دی جاتی ہے اور وہ بہتر انداز میں وہ اپنی چیز بیچ کر قیمت لے سکتا ہے۔ ہمارا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب عثمان احمد خان بزدار کو روزانہ کی بنیاد پرupdateکرتا ہے۔ میرے پاسessential itemsکاcomparison بھی موجود ہے کہ کس سال آٹے کا تھیلا کتنا رہا اور آج کتنے ریٹ کا ہے؟

جناب سپیکر! پچھلے سال جب گندم کی قیمت-/1300 روپے تھی اُس وقت ہم نے اس کیreleaseپرائس-/1375روپے رکھی۔ اس کا سادہ فارمولا یہ ہوتا ہے کہ اگر ہم release پرائس-/1400روپے کر رہے ہیں تو اس کو دو سے تقسیم کر کےgrinding chargesڈال کر آٹے کے تھیلے کی قیمت بن جاتی ہے۔ ہماری پرچیز پرائس-/1400روپے تھی لیکن جب releaseپرائس-/1475 روپے کی ہے تو لازمی بات ہے کہ اس کا فائدہ کسان کو ملے گا۔ پہلے کسان -/1300روپے فی من گندم بیچ رہا تھا اور اب-/1400روپے بیچ رہا ہے کیونکہ definitelyہمارےincidental chargesزیادہ ہیں۔ ہم فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے اندر reformsلانے کی کوشش کر رہے ہیں جس پر تیزی سے ایک پالیسی بن رہی ہے کہ ہم نے آنے والے وقت میںprocurementکس طرح کرنی ہے،releasesکس طرح کرنی ہیں اور پرائیویٹ سیکٹر کو کس طرحmanageکرنا ہے لیکن پالیسی اس گارنٹی کے ساتھ بنا رہے ہیں کہ عام آدمی کے لئے آٹے کی قیمت کو بڑھنے نہ دیا جائے۔ اب آٹے کا تھیلا-/860روپے کا ہے کیونکہ حکومت نے اربوں روپے کی سبسڈی دی ہے اور ایک ماہ کے اندر تقریباً ساڑھے چھ ارب روپے کی سبسڈی بنتی ہے۔ ہم دو مہینے بعدreleasesکرتے ہیں لیکن عوام کی مشکلات کو دیکھتے ہوئے پہلے ہی releasesشروع کر دی ہیں کیونکہ مارکیٹ میں گندم کی قیمت اوپر جا رہی ہے اس لئے حکومت competitorکے طور پر سامنے آ کرreleasesدے کر اور آٹے کی قیمت کو نیچے لا کر عوام تک پہنچاتی ہے۔ ہمارے پاس گندم کے ذخائر موجود ہیں اور وفاقی گورنمنٹ نے بھی اس پر چھ فیصد

ٹیکس ختم کر دیا ہے۔ گندم باہر سے import ہونے جا رہی ہے اور کچھ پرائیویٹ سیکٹر کے لوگوں نے باہر سے منگوانے کے لئے اپنے آرڈر بھی book کروائے ہیں۔ حکومت بھی دیکھ رہی ہے کہ کس طرح اپنے لوگوں کو آسانی دینی ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں گھی کے بارے میں ضرور بات کروں گا کیونکہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں قیمت بہت اوپر چلی گئی اور 850 ڈالر سے زیادہ چلی گئی۔ اب قیمتیں نیچے آئی ہیں تو اس پر سیکرٹری انڈسٹری نے تمام stakeholders کے ساتھ بیٹھ کر قیمت کا تعین کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کچھ لوگ کورٹ میں چلے گئے۔ اب کورٹ میں یہ کیس زیر التواء ہے اس وجہ سے میں زیادہ بات نہیں کر سکوں گا لیکن پچھلے دنوں میرے ساتھ چیف سیکرٹری بیٹھے ہوئے تھے جن کو میں نے direction دی تھی کہ early hearing کروا کر معاملات طے کروائیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ ہمارے ایکٹ میں بھی کچھ تبدیلی ہونے والی ہے اس لئے ہمارا انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ وہ ڈرافٹ لاء ڈیپارٹمنٹ کو بھیج رہا ہے تاکہ پرائس fixation کے حوالے سے ہماری اتھارٹی کو کورٹ میں چیلنج نہ کر سکے۔ اس معاملے میں جلد ہی سیکرٹری انڈسٹری لاء ڈیپارٹمنٹ میں ترمیم بھیج رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میری خواہش تھی کہ اپوزیشن بیٹھی ہوتی اور تمام معزز ممبران جنہوں نے یہاں پر اپنی لیڈرشپ کو سنانے کے لئے اپنی خوبصورت تجاویز دی ہیں تو اگر وہ یہاں پر بیٹھے ہوتے تو ان کے ساتھ بات چیت کر لی جاتی اور اگر پنجاب کے حوالے سے زیادہ باتیں کرتے تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔ کبھی یہ پٹرول کی طرف بھاگ رہے تھے، کوئی سندھ کی طرف بھاگ رہا تھا اور کوئی اپنے لیڈر کو خوش کرنے کے لئے باتیں کر رہا تھا۔

جناب سپیکر! اگر یہ positive تجویز کے ساتھ آتے کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں آپ کس طرح سے improvement لا سکتے ہیں، آپ فوڈ ڈیپارٹمنٹ میں کیا کر سکتے ہیں اور انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ میں کس طرح سے بہتر کام کیا جا سکتا ہے تو میں ان کی تجاویز کو سراہتا۔ چونکہ انہوں نے problem بتائی ہے اور ان کا solution نہیں بتایا تو کیا ہی بہتر ہوتا کہ یہ solution بھی بتاتے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو سوچ اور سمجھ دی ہے ہم اس کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ اپنی عوام کے لئے اور پاکستان کے لوگوں کے لئے کام کر رہے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ہم مایوس نہیں

ہیں اور انشاء اللہ وہ وقت آئے گا جو ہمارا نعرہ تھا کہ جب اس ملک کے اندر روٹی سستی ہو گی اور انسان کی جان مہنگی ہو گی۔ شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

MR CHAIRMAN: The House is adjourned to meet on Friday, the 17th July 2020 at 9:00 A.M. Thank you.